

5/22/20
2/11

7	658	659	660	661	662	
2	683	684	685	686	687	688
7	708	709	710	711	712	713
2	733	734	735	736	737	738
7	758	759	760	761	762	763
2	783	784	785	786	787	788

انتخاب قصائد قافی

یعنی

حکیم قافی کے کلام کا بہترین انتخاب
مرتبہ

آقا پیدار بخت خاں ایم لے ایم اوایل

پریس ڈار العلوم السنۃ شرقیہ لاہور

(بعد از ترمیم و تنسیخ اشاعت سابقہ)

ناشر

ملک نیر احمد پرنٹرز جگدپور
مور لال روڈ لاہور
پرنٹرز مور لال روڈ لاہور

۱۹۴۱ء

قآانی اور اس کی شاعری

”فارسی قصیدہ گوئی کی ابتدا خاقانی سے ہوئی اور انتہا قآانی سے۔“ شبلیؒ۔
لبنین

خاقانی مشکل پسندی اور بلند خیالی کا ولدادہ تھا۔ اچھے قصیدے کی تمام خصوصیات خاقانی کے قصائد میں موجود ہیں۔ لیکن اس کی دقت آفرینی نے اس کو عام فہم نہ ہونے دیا۔ قآانی نے عام مروجہ روش سے دور ہٹ کر قصیدے کہے اور حق یہ ہے کہ قصیدہ گوئی کا حق ادا کر دیا۔

آپ کا نام حبیب اللہ خاں اور تخلص قآانی تھا۔ مرزا ابوالحسن شیرازی جو گلشن تخلص کرتے تھے آپ کے والد ماجد تھے۔ اکثر تذکرہ نویس رقم طراز ہیں کہ ابھی اس کی عمر سات برس کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لیکن قآانی اپنی کتاب ”پریشان“ میں لکھتا ہے :-

”یازدہ سالہ بودم کہ پدرم گلشن را شمع کمال بنور جمالش روشن بود۔ خاے
در پارت و ہنور خارش در پاپا بود کہ کارش از دست شد۔“

آپ نے خراسان کے سب سے بڑے مکتب میں تعلیم حاصل کی۔ یہ مشہد میں واقع تھا۔ یہیں اس کی شاعری کا چراغ روشن ہوا انہوں نے متعدد دہلیں قصیدے اور نظمیں لکھیں۔ رفتہ رفتہ اس کی شہرت اونچے طبقے میں پہنچ گئی۔ اور شہزادہ شجاع السلطنت حسین علی مرزا جوان دنوں حاکم خراسان تھے انہوں نے دربار میں بلا کر قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اور پھر اس جوہر قابل کی قدر پہچان کر عنایتِ رافت کرنے لگا۔ قآانی نے نہایت شاندار قصیدے اس شہزادہ کی تعریف میں لکھے۔

۱۱) واقعہ نگاری قصیدہ گوئی کی جان ہے اور قافیہ لے اس کو
شاعری - خوب نبا پا ہے - تمام جزئیات بڑی شان سے ادا کر جاتا ہے ۵

بہار آمد کہ از گلبن سے بانگ ہزار آید بہر ساعت خروش مرغ زار از مزار آید
تو کوئی اغنوں بستند بہر شاخ و ہر برگے ز بس بانگ تذرو وصل و درآج و سار آید
خروش عندلیب و صوت سار و نالہ قمری گئے از گل، گئے از سروبن گئے از چنار آید
موسم بہار میں نسیم کے چلنے کا سماں کیا خوب دکھایا ہے ۵

نریک نریک نسیم زیر گلاں سے وزد غنچہ ایسے مکد عارض آں سے مزد
سنبل آں سے کشد گردن آں سے گزد گئے بچن سے چہر گئے بہ سمن سے وزد
گاہ بہ شاخ درخت گئے بہ لب جوئار

۱۲) صنائع بدائع - شاعر اگر محض صنائع بدائع لفظی و معنوی کے لئے شعر
کہے تو وہ درجہ شاعری سے گر جاتا ہے لیکن اگر یہ غویاں خود بخود شعر میں پیدا ہو
جائیں تو حسن شعر بڑھ جاتا ہے اور بے ساختگی پیدا ہو جاتی ہے - قافیہ میں یہ صفت
بدرجہ اتم موجود ہے - مثلاً

سوال و جواب ۵

نغمہ بیا کہ فضل بہار آمد لے نگار گفتہ برو کہ فضل بہاریں بہ از نگار
نغمہ بہ سرو کے بکنارم قدم نہی گفت آں زماں کہ رانی از دیدہ جوئار

رجوع ۵

بہ سائل بحر و کاں بخشد غلط نغمہ جہاں بخشد گرفتہ گوئیاں بخشد و بسیاری شود پیدا

تسبیح الصفات ۵

بہر دوں تیرہ اے بامداداں برشد از دریا جواہر خیزد گوہر بہر بہر گوہر بہر گوہر زرا

ترصیع ۵ کنوں کز سنبل و شمشاد باغ و بوستان دار

چمن ترین و من تمکین زمین آئیں زماں زیور

تقسیم ۵

اسی شہزادے کی وساطت سے آپ دربار فتح علی شاہ قاجاریں پہنچے۔ آپ نے وہاں ایک قصیدہ غزل لکھ کر پیش کیا۔ جس پر خلعت خاص اور مجتہد الشعراء کا خطاب ملا۔ اور دربار میں مصاحب بنائے گئے۔

فتح علی شاہ قاجار کا جانشین محمد شاہ غازی تھا۔ جب قآنی نے اس کی شان میں قصائد کہے تو اس نے "حصان الجم" کے خطاب سے نواز اور معقول وظیفہ مقرر کر دیا۔ دوسرے بلند پایہ ایرانی شعرا کی طرح قآنی کے دل میں بھی ہندوستان کی سیاحت کا شوق پیدا ہوا لیکن دشت ارزن تک آکر واپس چلے گئے۔

ناصر الدین قاجار بادشاہ بنا تو قآنی کو ملک الشعرا بنا دیا گیا۔ جب بایوں نے بادشاہ کی ذات پر قاتلانہ حملہ کیا اور شہنشاہ بچ گیا تو اس نے ایک بہترین قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس کے صلے میں زندگی بھر کے لئے وظیفہ مقرر ہوا۔

وقات - آپ نے ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں بمقام طہران وفات پائی۔

قآنی کی فحش گوئی - ایرانی شعرا اس حمام میں بھی تنگے ہیں۔ کیونکہ شاعری تمدن کے تابع ہوتی ہے اور جب تمدن

ہی فحاشی کو پسند کرے تو شعرا اس سے اپنا دامن کس طرح بچا سکتے ہیں۔ خاقانی ملا قنوجی، حکیم سوزنی، الوزری، عبید زاکانی تو تھے ہی اس قماش کے لوگ۔ مصیبت یہ ہے کہ نظامی بخومی، ملا جامی، سعدی اور مولانا روم جیسے بزرگوں کے دامن بھی اس سے آلودہ نظر آتے ہیں۔ پھر قآنی بیچارہ اس سے کس طرح مامون و معصون رہتا لیکن پھر بھی وہ اس سلسلے میں "عزت" پیش کرتے ہوئے کہہ جاتا ہے۔

گر بلفظ زشت افتد معنی زبیا بدست تنگ گوہر نیت گر جوید کسے انہ پارگیں

تصنیفات - (۱) پریشان جواب گلستان سعدی -

(۲) دیوان قصائد و غزلیات -

(۳) مجموعہ رباعیات و قطعات -

(۴) دو شنبایاں -

انتخاب قصائد قافی

حاجی ازاد

در مدح نواب شاہزادہ فریدوں میرزا فرماںفرما

لے رفتہ پے صید غزالاں سوئے صحرا
 گریز زنی بزدل مازن نہ بر آہو
 نہ شہر کم از دشت و نہ ماکتر از آہو
 آہوئے بیاباں نبرد عہد بیاباں
 لے آہوئے انسی چہ کنی آہوئے وحشی
 مادر تو گریزیم و گریز تو آہو
 آہوئے گیر این ہمہ گاہو بتو گیرند
 چشت چو آبوست بجو آہو چشتی
 نارخت برداندہ در سایہ آہو
 از بہر یک آہو کہ در آری بہ کندش
 یار تو ہمہ انسی و آہو ہمہ وحشت
 چوں خود بکند آرزو لگوئے عزالے
 از آہوئے سیمیں بتناں آہوئے زریں
 لے زلف تو تاریک تر از خاطر ناداں
 شہدیت مصفاست اما نہ بیاید
 لے لعل شکر خائے تو یک حقہ گوهر
 زال حقہ بود در دل من رشک پنهان
 باز آہوئے شہر پے صید دل ما
 وروام نہی در رہ ما نہ بصحرا
 صید دل ما کن اگر ت صید تننا
 ما یم کہ صیدیم و بقیدیم و شکسبا
 وین طرفہ کہ صیدے چہ کنی صید تقاضا
 او صید تو غافل شدہ ما صید تو عمدا
 آہو چہ کنی لے ہمہ شیراں بتوشیدا
 مہ روئے و سخلوئی و سمن بوئے و سمن سا
 تنایاں زند محنت در بنگہ غنقا
 منت نتواں برد ز بازوئے توانا
 باری بدہ انصاف تو مطبوع تری یا
 کز مشک ترہ سازد و از نافہ چلیپا
 ناخانہ چو مینو کنی ارشاد و سیت
 وے موئے تو باریک تر از فکر ت دانا
 بے جہد موافا بکف آل شہد مصفا
 وے طلعت زیبائے تو یک شفقہ ویا
 زین شفقہ بود در رخ من لشکے پیدا

یوسف ابربرشتہ مہر شکر دے اعتصام یونس ابربردر گے قریش نہ جتے اقتراب
تا ابد ایس یک نئی آمد بروں از لطن حوت تا قیامت آل یکے بودے بزدان عذاب

آتش نمرود کے گشتے گلستاں بر خلیل گربہ انساب جلیل او نہ جتے اقتراب

لف و نشر

فرو گرفتہ گیتی را بیاع و راع و کوہ و در خم ابرودم باد و توف برق و غو تنذر
(۳) روانی میں کوئی شاعر قافی کا ہم پایہ نہیں ہوا۔ طویل قصیدے لکھنا چلا
جاتا ہے روانی اور جوش طبع میں کہیں فرق نہیں آتا اس انتخاب میں آپ کو تمام
قصائد اس خوبی سے بھر پور ملیں گے۔

(۴) تشبیہات و استعارات اگر دور از فہم اور بعید از قیاس نہوں تو شاعری
چمک اٹھتی ہے ورنہ الفاظ کا گورکھ و حسد ابن کمرہ جاتی ہے۔ قافی نے نادر تشبیہیں
اور لطیف استعارے پیدا کئے ہیں

زیریش سخا بہا بر آب ہا حباب ہا چو چوئے نقرہ آہارواں در آبشار ہا
دوزلف تابدار او بچشم اشکبار من چو چشمہ کہ اندر وشنا کنند مار ہا
المختصر آپ کے کلام کے متعلق بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ ے نگر م
کرشمہ دامن دل ے کشد کہ جا اینجاست

آقا بیدار بخت ایم

مانگ شود زاویه از بعد مسامت
در زاویه تنگ کند خضم تو ماوا

در شکایت از مدوح گوید

گر تاج زر نهند ازین پس بسر مرا
او باز تیز پنجه و من صعوه ضعیف
او آفتاب روشن و من دُرّه حقیر
او گنج شایگان و منم آن گدا که هست
بی اثر دها چگونه بود گنج لاجرم
عزت چو در قناعت و ذلت چو در طمع
من آن های اوج کمال که بدمام
یارب چه روی داده که باید به پیش خلق
هر روز روزیم چو در روزی آفرین
بگذشت صیت فضل و کمال به بحرویر
نبود مرا بغیر لب تشک و خشم تر
قدر مرا قضا و قدر کرده اند پست
نخل امید من مثل شاخ بید بود
خود ریشه اش به پیشه تو یخ بر کنم
نظم چو نیشکر شکر انگیز هست و نیست
از نوک کلک سلک گهر آورم و لیک
شهرم بود بطعم طبرزد و لے ز غم
از صد هزار غصه یک باز گویمت
خواند مرا امیر امیراں بکاخ خویش

بر درگاه امیر نه بینی دگر مرا
روزی بهم فرو شکند بال و پر مرا
بانورش از وجود نیایی اثر مرا
بر گنج باز دیده حسرت نگر مرا
از بیم جان بگنج نیاید گذر مرا
باید قناعت از همه کس بیشتر مرا
سیمرغ وار قاف قناعت مقرر مرا
موسیچه دارا این همه دم لایه مر مرا
باید غدا ز بهر چه لخت جگر مرا
با آنکه هیچ بهره نه از بحر و بر مرا
مانا همی نصیب شد از تشک و تر مرا
تقریح کے مزد بقضا و قدر مرا
در نه چران داد به گیتی مشر مرا
اکنون که یخ فضل نه بچشود بر مرا
جز زهر غصه بهری از ایا نیشکر مرا
شبه شبه نماید سلک گهر مرا
اکنون بکام گشته طبرزد تر مرا
خوانی مگر به سختی لختی حجر مرا
ناخوانده پاسباش راند زور مرا

گه بر که روان آسمان ازاں اشک بدامن
 زان بر که مراهردم تشنه شب ب و کام
 گروصل تولے ترک نہ بجتی ست مکرم
 چوں فتح روانی زچہ در لشکر خسرو
 شہزادہ آزادہ فریدیوں شہ عادل
 بوئے زیریاض کرمش روضہ رضوان
 ہر گہ بوفاروئے کند قتنہ کند پست
 لے دست تو بختہ تراز ابرہہ مجلس
 ہردم سخن از قہر تو دوزخ بود آں دم
 ابنائے جہاں را بگہ عرض ضمیرت
 گر صاعقہ ہتہر تو بر کوہ بتابد
 در نخل ز تاشیر گفت بارور آید
 تیغت عجبا بیچ بگویم سچہ ماند
 جو ہرش ثریا بود و شکل مہ نو
 در دست تو ماند بہ یکے زورق سیمیں
 در قبضہ تقدیر تو گوئی ملک الموت
 فی الجملہ بیک حملہ تر و خشک بسوزد
 شاہا زبے صید شدی تا تو بہاموں
 بے شخص تولے شخص تو آسایش گیتی
 یک سئلہ بارست مرا روح بہ پیکر
 ہوشی اگر م بود جہاں برو بہ غارت
 بے روئے تو ام روئے دہد راحت سیہات
 قآینت آں بہ کہ دعا گوید لے دوں

گہ سر کہ عیاں شتم ازین رشک بسیما
 زین سر کہ مراهردم افزوں شدہ سودا
 در روئے تولے دوست نہ فتنی ست منہا
 چوں بخت روانی زچہ در موکب دارا
 کز فرط جلالت دو جہاں ست بہ تنہا
 جوئی ز حیا صغش لچہ خضرا
 ہر گہ ببطا دست برد فاقہ کشد پا
 وے تیغ تو ز خنجرہ تراز برق بہ ہیجا
 ہر جاصفت از خلق تو جنت بود آںجا
 زین روئے بدن ہر سویدا ست ہویدا
 پیکان دمد اندر عوض خار ز خسار
 بس شوستہ ز زخیزدش از خوشہ حرما
 برقی است علی اللہ نہ مرگیت مخاجا
 ویک بہ نو نشنیدیم ثریا
 کز لطمہ امواج بروں جستہ ز دریا
 ایدوں ز پے مرگ دو گیتی ست ہتیا
 چوں قہر خداوند تبارک و تعالی
 دو عہرم از خون شدہ دو لالہ حمرا
 بے روئے تولے روئے تو آرائش دنیا
 یک بیشہ خارست مرا موئے براعضا
 صبرے اگر م دید فلک برو بہ یغما
 بے یاد تو ام شاد شود خاطر حاشا
 تا وصف مکر رشود و مدح مشننا

مهر و کس بپای مرا پای بست کرد
نگهبانست مهرشال که کنم روی
اول جناب معتمد الدوله کا ستانش
دوم خداگان اسدالله خان راد
زین پیش چشم لطف و عطا یم از اندوخت
هم نیست روی گفتم یاد و الیاستین
بنقشاد شعر گفتم اندر مدح او
آوخ که جنس فضل کسادست و نه بود
شکر خدا و نعت پیمبر کنم از آنک
من پادشاه ملک بیایم از آن بود
وز آن دو سر نوشت هزاراں خطر مرا
تا ماند جان به لجه اندوه در مرا
در پیش تیغ حادثه آمد سپر مرا
کز پاس مهر او نذر شیر نر مرا
چون نیست قابلیت از آن بیشتر مرا
کو بحر بیکراں نه شمار و شمر مرا
یک آفرین نه گفت بهتقاد مر مرا
نقد سخن رواج ترا ز بیم و زور مرا
کافز و آن نعت و این بر خطر مرا
ز الفاظ گونه گونه حشر و حشر مرا

وز صد هزار تیغ فزون است در اثر

طوبار شکوه پائے چنین بر کمر مرا

در مدح امیر کبیر میرزا تقی خان رحمه الله گوید

نسیم خلدی وزد مگر ز جوئبار ها
فراز خاک و خشتها و مید و سبز کشتها
بچنگ بسته چنگها بنای هشته و نگها
زنای خویش فاخته دو صد اصول ساخته
ز خاک رسته لاله ها چو بسدین پیا لیا
گلنده اند همه کشیده اند زمزمه
نسیم روضه ارم جبهه مغر و میدم
بهار با بنفشها شقیقها شکوفها
زهر کرانه مستها پیا لیا بدست ها
که بوی مشک میدهم هوای مرغزار ها
چه کشته با هشته تانده نه صد هزار ها
چکا و ها کلنگ با تیز و ها ستر ها
ترا نهانواخته چو زیرو بیم تار ها
برگ لاله را لاله چو در شفق ستار ها
بشاخ سروین همه چه کبکها چه سار ها
ز بس و مید و پیش هم بطرف جوئبار ها
شماها حجتها اراکها عرار ها
ز مغز می پرستها نشانده می خار ها

فراش آستانش افشانداستین
 منت خدای عزوجل را که داد دی
 زان صد هزار زخم که بر من زد آسمان
 مرهم نهاد زخم زبانش بیک سخن
 قوے درشت گفت و لیلین درست گفت
 روئے زمین فراخ چه بود که دست تنگ
 راه عراق امن و لطیف حباب باز
 عوری لباس بی هنری مایه جوع قوت
 گر چار پای راه سپر نیست گو مباش
 باشد اگر بهر قدم صد هزار دزد
 مانم چرا به پارس که نبود دران دیار
 یک قطعه پیش نیست سفر از سفر و لے
 زین بس به بحر و بر به تجارت سفر کنم
 دیدی دو سال پیشیم در ملک خاوران
 خورشید سال بمشرق و مغرب سفر کنم
 چون عقد دلم نه گشاید بکاک پارس
 صد خانداں چون منت یک خانه می نهند
 از روز و شب گریزم اگر بهر روشنی
 جای روم که بر تو خورشید و مه دران
 صدر زمانه را بسر آمد چو روزگار
 نه پیش از و کمالم و نه پیش از و جمال
 گریه بند بیکرم از هم جدا کنند
 احساں او چو خول بحر و قهقش جای

هست آستین ازال رو بر شیم تر مرا
 فراش اوز بهشتی من خبر مرا
 الحق یکی نه گشت چنان کار گر مرا
 بر زخمها که بود بدل بیشتر مرا
 زان رو که کرد گفتش در دل اثر مرا
 پای سفر نه بسته کسی در حضر مرا
 وحدت رفیق راه و قضا را بهر مرا
 تسلیم هم عثمان و رضا هم سفر مرا
 پای دو داده است خدایه سپر مرا
 چیرنه ز من بجلیله نه دزد و دگر مرا
 فی آب و خاک فی شتر و گاؤ و خر مرا
 ایدول هزار قطعه حصار سفر مرا
 سرایه فضل ایزد و کالا هنر مرا
 بینی دو سال دیگر در باختر مرا
 تا زان سفر فروده شود فال و فر مرا
 باید کشید رخت سوی کاشغر مرا
 آن خانه به فرود گر آید بسر مرا
 باید کشید منت شمس و قمر مرا
 بر فرق می نه تا بد شام و صحر مرا
 گو نیز روزگار در آید بسر مرا
 نه ایچو او قبیل و دخت و پسر مرا
 اندوه او نه رود اندول بدر مرا
 خونی که بیشتر شود از نیشتر مرا

کشنده شریکها را با کن اسیرها
 بهر بلد بهر مکان بهر زمین بهر زمان
 خطیبها ادیبها اربابها لیبها
 بعد از نشاطها کنند و انبساطها
 بحاجت کف محیط دل کریم خوبسید ظل
 ملک شه ز آگاهی بسی فزوده فرهی
 معین شده امین شده بسیار شده بین شده
 قنای جان ناکساں شرار خرمین خضاں
 بگاه خشنمش آنچنان طید زمین و آسمان
 زهی ملک دین تو جهان در آستین تو
 بهفت خط و چار صد بهر دیار و هر بلد
 کبیرها و پیرها خیرها بصیرها
 دو سال هست کمتر که فکرت تو چون محک
 هم از کمال بخردی بفر و فضل ایندوی
 چنان از اقتدار تو گرفت مایه کار تو
 چه مایه خضم ملک و دین که کرد ساز زمکین
 غلیل را نواختی نجیل را گداختی
 درستم شکسته ره نفاق بسته
 پیاپی تحت پادشاه فزودی آنقدر سپه
 لشیره گرد ملک و دین سعی فکرت رزین
 صدارت کو بصف شکن که خیزش تف از دین
 سیاه مورد رشک کنند سرخ چهره هم
 شوند مورد بار او تمام مار سرخ رو

خزانة فقیرها نظام بخش کارها
 کنند مدح او بجاں بطرز حق گذارها
 قریبها غریبها صغارها کبارها
 بهمدور قناتها از شوق شیرخوارها
 محترمش در آب و گل محضارها وقارها
 که گشت ملکوتی ز تنگنازارها
 که فکر دورین شده گزیدش از کبارها
 حیات روح مؤمنان نشاط و تفکارها
 که پوش مردم جیاں رهول گیر و دارها
 رسیده از پیکین تو بهر تنی یسارها
 فنزول ز حضور و عدل است جیاں نثارها
 وزیرها امیرها مشیرها مشاورها
 ز نقد جیاں یک بیک بسنگ زد عیارها
 ز دست جمله بستدی عنان اختیارها
 که گشت روزگار تو امیر روزگارها
 که ساختی بهر زمین ز لاش شاں مزارها
 برای هر دو ساختی چه تختها چه دارها
 بآب عدل شسته ز پیر و دین عیارها
 که صف کشد دو مایه ره پیادها سوارها
 ز تو پهای آهنین بس آهنین حصارها
 چو از گوی آهنین شر و فشان بخارها
 چه چهره قاصد عدم چه مور خیل مارها
 که بر جندش از گلو چو مارها ز غارها

زیرینش سیاهها بر آبهها حیاها
 فراز سرو بوستان نشسته اند قمریان
 فکند اند غلغله دو صد هزار یک دله
 در ختمای بارور چو اشتران بار بر
 مهار کش شمال شال سخا بهار حال شال
 درین بهار بنشین که گشته خاک عنبرین
 رفیق چو شفیق و عقیق لب شفیق رو
 بطره کرده تعبیه هزار طبله غالیه
 می دو هفت سال او سو او دیده خال او
 دو کوزه شهر بر لبش دو چهره ماه نخبش
 سهیل جن چهر او دو چشم من سپهر او
 چه گویت که دوش چو بنار و غمره شد بر او
 بخت بطلی ز سرخ می که گراز و چکد به نی
 دوند و دماغ و سر جهنده در دل و جگر
 مرا بشو گفت ای تراست هیچ میل نه
 خوش است کامشایی صنم خوریم می بیاد جم
 ز سعی صدر نامور مهین میسر داد گر
 بجای ظالمی شفی نشسته عادلی قفقی
 امیر شه امین شه یار شه یمین شه
 یگانه صدر محترم مهین امیر مختشم
 امیر مملکت گشا امین ملک پادشا
 توام اختشامها عماد احترام ها
 یکسل قصور ها مسدود ثغور ها

چو جوی نقره آبهار و ال در آبشارها
 چو مقتریان لغز خواں بزمردین منارها
 بشاخ گل پی گل ز رنج انتظارها
 همی ز پشت یک دگر کشیده صف قطارها
 اصول شال عقال شال فرو عشاں مهارها
 زمن ربوده عقل و دین نگاری از نگارها
 رقیق دل و دقیق موچه موز مشک تارها
 برتره بسته عاریه برنده ذوا الفقارها
 شگفته از جمال او بهشتها بهارها
 نهفته زلف چو شیش بتارها بتارها
 دمام مست مهر او نبیذها عقارها
 بجزره آمد اندرون بطرز میلیارها
 همی ز بند بندوی برون چهره شرارها
 چنانکه بر جبهه شرر بخشک ریشته خارها
 بگفتش بیاد کی به بخش ہی بیارها
 که گشته دولت عجم قومی چو کو بهسارها
 که زو گشوده باب و در حصن از حصارها
 که مومنان متقی گمشده افتخارها
 که سرز آفرین شه بهرش سوده بارها
 اتابک شه عجم امین شهر یارها
 معین دین مصطفیٰ ضمین رزق خوارها
 مدار انتظارها عیار اعتبارها
 مهتر امورها منظم دیارها

نباشد این قدر آفریده نه مهر نه اختر ندارد این همه گوهر نه کال نه گنج نه دریا
سپاس خامه خسرو بدست جامه خسرو تنگ ناله خسرو ز حد فکرت دانا
ز دور گنبد گردون ز جور اختر و اثرول
همراه فارغ و مامل و جود حسنیت دارا

در مدح خاتم انبیا محمد بن عبد الله صلی الله علیه و آله

از سرش و حد تم بر گوش هوش آمد خطاب
بعد ازین در کج عزت پای درواهن کشتم
تا تو اتم نعمهای نای و هدایت راشنید
انقلونی یا قضاة الحق من ارض الخطا
چند در دام طبیعت دانه بر چینیم ز آرز
با دی خود نفس سرکش، یا گند نیم ای شگفت
از کونانی مراب هر چه آمد کاین زمان
از خدا و ز خویش شرمم باد آخر تا بکے
آفتاب من چرا جان را بجهنم چوں هلال
من که برگردون زخم خراگاه را نشانی نبرد
اگر من تو نم بریزد روی آن پریم شگفت
مرغ خال را تا یکی جویس دارم در نفس
چند در تعمیر دنیا گوشتم و تخریب دین
مصطفی افروزان الناس فی الدنیا ضعیف
در خانه زین پس در کار و بار خوشیستن
نقطه پر کار هستی، خطا پر کار وجود
سرور عالم ابوالقاسم محمد آنکه پیر خ

یا فتی لا تطیع الا الله فی محمد الشهاب
من کجاوستی و میخانه و جامه شهاب
گوش گنبد من چرا بر ناله چنگ در یاب
و لنونی یا هدایة الدین الی دارالعتواب
تا یکی بر مینم دنیا گریم چوں کلام
که چه میدکند شدیم از اکان الخراب
سر بیدانی برآرم در میان شیخ و شهاب
روح را ز طور ناشایسته دارم در عذاب
شاهبازم من چرا بجهنم دینم از دیاب
بر گزینی حواس چو میخ نمر گنبد باشد طناب
خاکم از پرستش مباد و از روز حساب
چهره توفیق را تا پسند تو چشم در انتخاب
تا یکی دارم روان تویت را در انظار
جلالتی لیل و اللیل و ابوالخراب
عزم دارم کار خود را بر جناب مستطاب
قلب گردون کردم توفیق طغرای ثواب
با وجود او بود چوں زده پیش آفتاب

ندیدم اندر این چنین دل آتشین تن بهشتین
 نه داد ماند و نه دین زد بود پر شود زمین
 بنظم ملک و دیس نگر ز بسکه ساخت زیب هنر
 الا گذشت آن زمن که بگسند در چنین
 مرا سپرد آنچنان که ماند از تو جاودان
 بجای آب شعر من اگر برند در چین
 هماره تا بهر خزاں شود ز باد مهرگان
 تنی ز رنگ و بو بهاں چو پشت سوسارها

خجسته باد حال تو هزار تن سال تو
 بهر دل از خیال تو شگفته تو بهارها

نور و صف نامۀ پادشاه گیتی ستان محمد شاه عازمی

شکسته نامۀ آذر گسته نامۀ قسطا
 گسته دفتر شاپور و خسته خاطر آرد
 بسعی خامه با هر بصرق نامۀ ظاهر
 سدید حکم و طبع فصیح و روان و لامع
 جمیل و دروغ و نایب زینت و زلف و رائق
 شگرفت و بخش و کافی سلیس لکش و صفاتی
 بهال سببه و اثر و زبسکه و کوش و موز و
 ز نظم گفت شمع الحق و نازه زیت و رونق
 چه نامۀ قطعه و پیامه بسعی خامه و آمه
 سطور او به تابان چو دست موسی اصرار
 نهال گستر و نمک ز آل خزان حکمت
 آب چشمه حیوان بتاب کو کب تابان
 چه خامه خاتم خسرو چه نامۀ نامۀ دارا
 شکسته رونق از رنگ و بستم بازوئے مانا
 نشانده خسرو قاهر چه بامۀ کوئ و لا لا
 بلیغ و روشن و زلف و شبنم و ظاهر و شیوا
 گزین لایح و باریق و جریل و سخته و غرا
 پسند و نیره و دانی بلند و شارب و سببا
 مثال کمیت هر اول زبسکه روشن و عذرا
 گفت مگر و عمیق بشعر خسرو و بعضیا
 لطیف و دفتر و نامۀ نهفته فکرت والا
 نقوش او به خشان چو صدر صفه سینا
 زلال چشمه خیرت سواد دیده بیتا
 برنگ گوهر عمان بیوئے خمیر سارا

عقل پیش قابل ذاتش بود تسلیم محض
 ای شهنشاهی که پیش ابر دست بهمت
 سنان بر سمار ذاتت محکم الاطنا ب شد
 فی المنش برتری آتش اگر بدی مثال
 در به تبدیل زمین و آسمان فرماں دهی
 فی ترا مکن توان گفتن نه واجب لیک حق
 خسرو تا دور فشان گردیده در مدحت حبیب
 و آنکه از دیباچه فشت کند بانی رسم
 بر دعای دوستدارانت کنم ختم سخن
 تا ز تابان مشعل خورشید الوز بزم روز
 پیشه کی لاف توانائی زنده پیش عقاب
 عرصه دریای پنهان و نمای چوں سراپا
 کی شدی افروخته این خرگه ز زین قبا ب
 در زمان ماهیت آتش پذیر و انقباض
 این کند چوں آن درنگ آن کند چوں این شتاب
 بعد ذات خوشتن ذات ترا کرد انتخاب
 گشته خورشید از فروغ فکرش در احتجاب
 در قیامت بر رخس یزدان گشاید بهشت باب
 ز آنکه باشد حد اوصاف تو بیرون از حساب
 هر سحر روشن شود چون آنکه شب از مانتاب

تا قیامت کو کب بخت هوا خوانان تو

باد روشن تر ز نور خیر و جرم شهاب

هنگام نهضت عباس شاه غازی طاب ثراه از

خراسان ماندن محمد شاه نور الله مرقد فرماید

آنچه من بینم به بیداری نه بنید کس بخواب
 گاه گریم چوں صراحی گاه خندم چوں قدح
 بر بحال من یک بنگر چشم اعتبار
 گریم و در گریه من خنده ما بینی نهان
 زان همی گریم که جان از کام دل شد ناامید
 مویک عباس شاهی شد بر بی از خاوران
 آن سر بر جبهه شوکت را سپاه یون شهریار
 ز آنکه در یک حال هم در راحتم هم در عذاب
 گاه بالم چوں صنوبر گاه نالم چوں رباب
 تا شوی آگه که صد از خند ندارد احتجاب
 خندم و بر خنده من اگر بیای بی حجاب
 زان همی خندم که دل بر کام جان شد کامیاب
 شد مجرشته همین فرزندان و نائب مناب
 این سپهر در مکت را فدا زان مانتاب

الذی ردت الیه الشمس وانشق القمر
 والذی فی کفه الکفار لما ابصروا
 زمینائی هر دو عالم آنکه در یک چشم زد
 از ضمیر انور و از وجود ابر دست او ست
 با شتر اتره او هر هفت دوزخ یک شتر
 گرو بود و اندوی ذات واجب را ظهور
 تالیستی او هست آنچه هست از ممکنات
 نه سپهرش جهات و هفت دوزخ هشت خلد
 در همه عمر از وجود او خطائی سر نه زد
 با وجود آنکه صادر شد خطا از بوالعشر
 وز سلیمان حشمت اندر که خطای نادمی
 روز و شب از هفت غیبی این ند اگر د بیند
 هر زمان از ساکنان عرش آید این مروش
 معنی خوف و در جاتفسیر بغض و مهر او ست
 توبه آدم نیفتادی قبول کردگار
 آتش مژدگی گشتی گشتان بر خلیل
 موسی از تیره ضلالت نادمی هرگز برون
 نوح اگر بر بودی جودش نجستی التجا
 تانشت ایوب از سر حیمه لطفش بدن
 تاسیح از خاک را پیش مسح پیشانی نه کرد
 یوسف از بر رشته مهرش نه کردی اعتصام
 تا ابد ایس یک نخی آمد برون از لطن حوت
 آسمان هر جا که در ماند بدو جوید پناه
 کان امیاً و لکن عنده ام الکتاب
 کلم الحصاب قالوا انه شیء عجاب
 برگزشت از چار صد و هفت خط و شش حجاب
 نوز جرم آفتاب و مایه دست سحاب
 با سحاب دست او هر هفت دریا یک حباب
 تا ابد هر پنج تقدیر بودی در حجاب
 غیر ذات حق کز دهنی وی شد بهره یاب
 با سه مولود و دو عالم چار مام و هفت باب
 ز آنکه بود افعال نیکویش سر امر و جی ناب
 گر نه می یاور نداری از نبی بر خواص آفتاب
 چیست القینا علی کرسیه ثم انا ب
 انه من مال عن شرعه فقد نال العقاب
 من تطرق فی طریقة قاصاب ما اصاب
 کالکی را مصیبت نامند پس یک اثواب
 تا بغض خدش صده گشتی فیضیاب
 گر با نساب خلیل او نجستی انتساب
 تا ز طور رافتش بلیک تشنیدی جواب
 همچو گنجان نادمی هرگز بیرون از بحر آب
 کی با دل حال کردی آنچه حال ایاب
 کی شدی بر آسمان همچو دعای مستجاب
 یونس از بر در که قبرش نجستی اقتراب
 تا قیامت آل یک بودی بر زندان عذاب
 آری آری آستان او بود حسن المآب

ہر تنے کو در خلافت پائے بر جا چوں ستوں
ہمچو میخ نر گہش اندر گلو بادا طناب

در مدح حسین خان صاحب اختیار

بہار آمد کہ از گلبن ہی بانگ ہزار آید
تو گوئی از غنوں بستند بر ہر شاخ و ہر برگے
بجوشند مرغ جہاں چون لہی گل از بوستان خیزد
خروش عنذ لب صوت سار و نالہ قمری
تو گوئی ساحت بستان بہشت عدن را ماند
یکی بر کف نمد لالہ کہ ترکیب قدح دارد
یکی بیند چین را بی تاقل محربا گوید
یکی بر لالہ پاکو بد کہ ہی ہی رنگ می دارد
یکی بر سبزہ می غلطد یکی در لالہ می رقصد
زہر سوئی نوای از غنوں و چنگ و نی خیزد
یکی اینجا نوازونی یکی آنجا گسار و می
بہر جاجشی و جوشی بہر گامی قدح نوشی
مگر در سنبستال ماہ من تر و لیدہ گیسو را
الایا ساقیامی دہ بجان من پیانی دہ
سبب شد از ریاء و زم بدہ آب ریاء سوزم
سیدانی کنار سبزہ چوں لذت دہد بادہ
دلہ بردہ است شوخی شاہدی شنگی کہ ہمچوں او
چو باد آں زلف تارکش بر سنارش بشوراند
دی کہ ہم گشتاید حلقہای زلف پر چینش

بہر ساعت خروش مرغ زار از مرغزار آید
ز بس بانگ تذرو و وصل و دراج و سار آید
بہر د مرغ دل چوں بانگ مرغ از شاخسار آید
گہی از گل گہی از سروین گہ از چنار آید
ز بس غلمان و حور آنجا قطار اندر قطار آید
یکی بر گل کند تحسین کز و بوی نگار آید
یکی بوید سمن را مات صنع کردگار آید
یکی از گل بوید آید کہ رخ و بوی یار آید
یکی گاہی رود از پیش یکی گہ ہوشیار آید
زہر کوئی صدائی بر لب و طنبور و تار آید
صدای ہای ہوی دہی زہر سوئی ہزار آید
نماند غالباً ہوشی چو فصل نو بہار آید
کہ از سنبل مغزم پوی جاں بی اختیار آید
و مادام ہی خورد ہی دہ کہ متیر سم خمار آید
بجانت کہ دو صد تر من ریایک جو کار آید
خصوص آن دم کہ از گلزار باد مشکبار آید
نمای از ختن خیزد نہ ترکی از حصار آید
بی تاراج چین گوئی سپاہ زنگبار آید
مغزم کارواں در کارواں شکست تار آید

ممر از طلعت این آه در دل خسترمی
 آن پدر از سهم تیرش تیرد کیشاں به کش
 آن پدر جمشید تخت و این سپهر خورشید بخت
 آن پدر باموگش فتح سعادت همعناں
 آن و لیعهد شهنشہ این و لیعهد پدر
 چون پدر اینک بگیتی ملک بخش و ملک گیر
 زرفشانہ ممرستانہ بر نماید بر خود
 در گدگوشش ہر بہرست از زرہ پوشد ہر بر
 قدر او کوہست کورا کہکشاستنی کمر
 سیرنگش میرگردوں را ہی ماند کز آن
 جود او بارندہ ابر و خشم او درندہ بیر
 گر نسیم خلق او در کام ضعیفم بگذرد
 طفل را با سطوت او رنج ایام مشیب
 آسمان فتح را غل سمند او ہلال
 لطف او از دوی بطحا برویاند سمن
 لب بہ بند از سخن سبحاں چو او گوید سخن
 سبطہ و ازونہ را بر کعبہ بر بند کسی
 روز ہیچا گر میسر نوسن گرداں شود
 خنجر ت چون نوعروساں در شبتاں خلق را
 گر ہمہ البرز کہ از آتش شمشیر تو
 خسرو طبع کریمت کویہ را ماند از انک
 با سحاب رحمت جیوں شود صحرائے خشک
 تا بیاساید زمین مانند حرمت از درنگ
 ممر از ہجرت آن شاہ درجاں پیچ و تاب
 این سپہ از ہم تیغ تیغ شاہاں در قراب
 آن پدر کاموس تا بے این سپہ کاؤں آب
 این سپہ باموگش فرو جلالہت ہمرکاب
 آن چو گل زادان گستاں وین زگل سچوں گلاب
 چون پدر اینک گیہاں نج بین و گنج یاب
 رنج بیند بشیر تا گنج یابد بے حساب
 در گدگوشش سحابست از سخن گوید سحاب
 جود او بحر لیت کورا آسمانستی حساب
 روز کیں در عرصہ گیتی در افتد انقلاب
 خنک او غراں ہر برو تیر او پراں غناب
 نشوئی از کام ضعیفم جز تقسیم مشک ناب
 پیر را با رفت او عیش ہنگام شباب
 نوعروس ملک را گرد سپاہ او تقاب
 تہر او از چنبرہ کوثر بر انگیزد تراب
 کاچہ او گوید خطا ہست آنچه او گوید صواب
 کش نباشد آگہی از رتبہ ام الکتاب
 گردورہ گردوں گمراہ از دعاے مستجاب
 نفیس ناخن کند از خون بدخواہاں خضاب
 پیکرش گوگرد ساں فانی شود از التہاب
 ہر سوالی را دہد از لطف ہمیت جواب
 با شہر خنجر ہاموں شود دریاے آب
 تا نیارامد فک مانند عرومت از شتاب

حدیث خلق اواز خامه چون در نامه نویسیم
 ز بیم رخ او در دیدگان خشم اوزیں پس
 طبعی گفت هر کس خون خور دلاغر شود اکنون
 بر روز رزم او در گوش اهل مشرق و مغرب
 ز شوق آنکه بر مردم کف رادش به بخشاید
 بر روز واقعه ز لباس تنفش بسکه خون جوشد
 محاسب گفت روزی بشمرم جوش ولی ترسم
 که کس با کف ز بخش چون بر رخش بنشیند
 حصاری نیست ملک آفرینش را مگر حزمش
 فلک قدر ملک صدر اربهار آید بهر سالی
 بعیدت تنبیت گویند و من گویم تو خود عیدی
 مرا روز و زبدر و زنی که دیدم چهره فیروزت
 الا تا نیست صدر اگر یار صد سنجی
 حساب دولتت افزون ز آل کاندز حساب قند
 تو پنداری دیانت بحر عمان است قاف
 که از وی رشته اند رشته در شاهوار آید

در مدح امیر کامگار حسین خان نظام الدوله فرماید

راستی را کس نمیداند که در فضل بهار
 عظمای حیران شود که ز خاک تار یک نثرند
 نثر نقش آب و خاکست این همه یار گل
 لیست آل صورتگر یا هر که بی تقدیر بنسیر
 چون سپهری کین تماشا از کجا آمد پدید
 از کجا گردید پدیدار این همه نقش و نگار
 چو بر آید این همه گلها می نغز کامگار
 از چه بر نماید گیاه ز آب و خاک شوره زار
 این همه صورت بر دلی علف و آلت بکار
 چو بخونی کین تصاویر از کجا شد آشکار

بجان او که هرگز کاکل و گیسوی او بنیم
 نگاهم چون می غلطد ز روی او بموی او
 چه رزاست این منیدانم که چون بنیم رخ و لبش
 ترش اهورا ماند کز و کژدم همی خیسزد
 لب قاتی از وصف لبش بنگاله را ماند
 الایا سرو سیمینا به آن باده مینا
 مرا گوئی که تخمین کن چو سزنا پای من مینی
 بخوشد مغز من هرگز که گوئی فخر خوبانم
 گلت خاتم مهت و اتم بهجت و صف نتوانم
 تو چون در خانه آئی خانه رشک بوستان گردد
 غریبی که تو بر گرد لبشهر خویش میتالد
 بیاد هست من روی دومه زین پیش می گفتم
 حسین خاں میر ملک جم که چو در بزم بنشیند
 بگاه کینه گریه تنهانشیند از بر تو سن
 بگاه چشم مرا گاههای او در چشم بدخواهاں
 ز بیم عدل او خد چنان کش نیست بیداری
 چو یاد از باد قهر او کنم گاه سخن سازی
 چو وصف تیغ دشمن سوز او را بر زبان رانم
 خیال جنبش گیر آن او چو در ضمیر آرم
 چو از دست زرافشانش نگار و خار ام وصفی
 ز طبع و دست او هرگز سخن رانم تو پنداری
 چو طبع روشنش را در اصناف منقبت گویم

جهان گوئی بچشم من پراز افعی و مار آید
 بچشم عالم هستی پراز دود و شرار آید
 بچشم هر دو گیتی گاه روشن گاه تار آید
 دمی کال زلف چو پیش بروی آید آید
 کز و هر دم نبات و قند و شکم بار بار آید
 که گوئی از که سینا تجلی آشکار آید
 تو سزنا پای تخمینی ترا شمس چکار آید
 تو خلاق نکویانی ترا زین فخر عار آید
 که حیرانم منیدانم چه و صفت سازگار آید
 اگر فضل خزاں در بوستان آئی بهار آید
 که پندار و بخت از بر خویش و نگار آید
 بود نور و من روزی که صاحب اختیار آید
 نصیب اهل گیتی از زمین و از یسار آید
 بدانیش چنان اند که یک عالم سوار آید
 چو تیر تهمتن در دیده اسفند یار آید
 بچشم فتنه پنداری خواص کوکنار آید
 دوات و دفتر و کلکم به سوتار و مار آید
 چو دوزخ از دهاشم ملکی سوزال شرار آید
 فضای عالم اندر نظر کمیسر غبار آید
 ورق اندر ورق دیوان شعرم زنگار آید
 که ابرو تهرم اندر بر یکین و بر یسار آید
 بچشم تاب نورشید در خشان مستعار آید

گفتم ای خادم مگر نوز سلطانی رسید
 سبز شد پیروزه پوش لاله شد مرجان فروش
 کارگاه شستری شد از شقائق بوستان
 خیز و سوی بوستان بگذر که گوئی حور عین
 زیر هر شاخی ظریفی با ظریفی باده نوش
 یک طرف غوغای عود و بر لب و مزار و چنگ
 صوفی این جاد و سماع و طرب آنجا در سرود
 پیش نهاد و شمیم ساقی کاها بر جام می
 شکل ز گیسوی بلورین ساغری پر زرد می
 که بیای سروین از وجود میر قصد تدرو
 مرزها از ابر آذاری پر از در عدن
 خادمک هر چند با من در عبادت تند شد
 گفتم ای خادم بمل آن خادم و دفتر به پیش
 گفت تا کی میخوری ترسیم گرت ز اینده رود
 باده خواران و گداز قسمتی بهم لازم است
 گفتم ای خادم تو میدانی زبان در کام من
 می بده کامروز دگر بیتی منم خلاق نظم
 مست چون گروم معانی در دلم حاضر شوند
 خادمک در خشم رفت زیر لب آهسته گفت
 رفت عذاب بر منجانه وز سر جوش خم
 زان می کز وی اگر یک جرعه پاشی بر زمین

گفت نج نج رای ناقص بین عقل مستعار
 سرخ مل آمد جوش و سرخ گل آمد بیار
 پر ز ماه و شستری شد از شکوفه شاخسار
 عنبرین گیسو پریشان است اندر مغزار
 پای هر سوی حرینی با حرینی می گسار
 یک طرف آوای کبک وصلصل فوج و سار
 عاشق اینجا شادمان و دلبر آنجا شاد خوار
 گوش با بر لحن مطرب رو بیا در روی یار
 یا فروزان بونه از سیم پر ز عیار
 که بشاخ سرخ گل از شوق میخند و هزار
 مغزها از باد فروزدین پر از مشک ستار
 حق چو با او بود الحق گشتم از وی مر سار
 تا دماغی ترکم زاول بده جام عفتار
 جای جام می بیارم باز گوئی می بیار
 فی نصیب تست تنها هر چه می در روزگار
 هست و بر بندگی نائب مناب ذوالفقار
 و از مودستی مراد عین مستی چند بار
 وز دلم غاب شوند آنکه که گروم بوشیار
 باش کامشب می خورد و فرزند میرش بدار
 زان شراب آورد و گز عکسش زمین شد لاله زار
 از مستی کند بهشت آسمان را سنگسار

الغرض جامی دو چوں خوردم قلم برداشتم

گفتم اندر یک دو ساعت این قصیده آید

خیری از مهر که شد زینیاں بگشش زرد روی
 از چه بی زنگار سبز است از ریاحین بوستان
 با دبی عنبر چرا شد این چنین عنبر فشان
 بر کف این تسبیح یا قوت از چه گیر دار عواں
 برقی از شوق که میخندد بدینیاں قاف قاف
 چوں بوسال بلبل از ذوق که دارد ز مزمزه
 ابر عواقی نداند از کجا آرد گهر
 تا که گوید باد را بی مقصدی چندین بوی
 چه سوری از چه شد بی غازه زینیاں سرخ رنگ
 راستی چوں خواهی باید غار فی یزدان پرست
 بدر ایوان صدر ایام حاجی آقاسی که هست
 قفسه کوناه دوش چوں خورشید گردون خ نهفت
 در دلول می فروشنش هر چه در صهباسرو
 جادوی در زلف مفتونش گره اندر گره
 از خوان عارفش احسن طلعت رنگ و بوی
 از دوشتم کافرش یک دودمان دل درومند
 توده زلف سیاه پیرامن رخسار او
 چاه یوسف تعبیت کرده است گشتی در دوقن
 فی غلط کرم خطا گفتم که نشنیدم بصر
 رشته اندر رشته زلفش همچو تار عنکبوت
 طره اش چوں چنجه باز شکاری صید گیر
 الغرض بایکدگر کشیم چوں لختی سخن
 صحبت معشوق و می تا چند مانا غافل

لاله از عشق که شد زینیاں بهشتیان داغدار
 از چه بی شکر فسرخ است از شقائق کوسار
 ابر بی گوهر چرا گشت این چنین گوهر نثار
 بر سر این تاج زمره از چه دارد کوکنار
 ابراز هجر که میگیرد بدینیاں زار زار
 چوں عوساں گلبن از بهر که بند و گوشوار
 با در قاصی نداند از چه رقص در بهار
 تا که گوید ابر را بی موجی چندین سیار
 زلف سبیل از چه شد بی شانه زینیاں نامدار
 تا شنا صد قدر صبح و قدرت پروردگار
 هم مرید خاص یزدان هم مراد شهریار
 ماه من از دور آید بارخ خورشید وار
 در دوشتم باده نوشش هر چه هستی در رخار
 ساحری در شیم مکوش قطار اندر قطار
 پرینیاں بیکرش رالطف و خوبی پود و تار
 از دوشتم ساحر یک خانماں جاں بقیاده
 برجی از مشک است گشتی از سر سیمین حصار
 ماه گردون عاریت بسته است گشتی بر عذار
 بیچ چای و از گون و بیچ مای بی مدار
 حلقه اندر حلقه جعدش همچو پشت سوسمار
 مژه اش چوں چنگ شیر مرغاری جاں شکار
 خادم آید گشت اسی قافانی از حق شرم دار
 زینکه فردا شب شب تحویل هست وقت بار

بن زان خور پيلي شود و چون پيلي شود
 نادان زان گره نشود از تنگ ظرفي جوشدا
 حالي ز جابر خاستم خاطر ز غم پيراستم
 آآورده كردم بهر وي نار و رباب چنگ و نني
 گفتم بدو اي رشك بيگاني از سرينه
 هم بدله نشنويم بگويم دل بخور هم گل بو
 خواهد گذشتن چو ن جهان ن حسن غم پير جهان
 شادي خوش است خرمي كن نقش بشي و كي
 اينست تقد حال ما كن از دست فترخ فال ما
 امشب زديدارت خوشم فرواز غم در انستم
 نام سفر چو ب بروه شد آن شوخ چشم آزرده شد
 ز الماس مچاساي شد از جزع مر جان اسي شد
 هي گريه كرد وي جزع هي ناله كرد وي فزع
 خيري نمود از اغوا چيز نمود از خيز را
 پرتاب كرد از سر كله ازده پلال آرزو مه
 هي ريخت بر گل گوهر اسي بخت بر مه عنبرا
 جوشيدش از تنور دل آبي كه طوقا ز نوخل
 گفتم چرا گشتي چنين گفتا برو خامش نشين
 مي مينيت چو ب و الهوش تاق چيزي هر نفس
 كه پشيمه را مخرع كه شيوه را متبع
 نه عارني نه متقي نه باده خوار سي نه تقى
 اين آرزو باري بهل كن من نخواهي شد بخل
 حالي سفر كردن چو رنج سفر برون چرا

و زان ابا پيلي شود و نخلت ده طاوس نر
 تماروز حشر ار كوشدا و رگل فرو ماند چو خر
 بزم نشا طراستم ترتيب داوم ما حضر
 نقل و كباب و جام و مي اسباب عشرت ميسر
 بنشين بخور بستان بده شادي بياور غم ببر
 هم ساگيس كش هم سبوم نگين خور هم شكر
 كن نقش پيدا و نهاي باقى نماند اثر
 جز عيش جان آدمي نخل بقا ندهد مشر
 قسمت ز ماه سال ما جز آن نشد اي دشكدر
 زيرا كه فروا ميكشتم رخت عز ميت بر سهر
 و ز غم چنان منورده شد كاند ز نال شاخ شجر
 از دست رفت از پاي شدي ز ديو پي ز دلسر
 هي گفت اسكت يا بلع عذبت طرقي بالسهر
 افشاند بر گل ضمير ان آرزو پاقت از گهر
 صد خجروش و هر نكه صد ناخجوش در هر نظر
 هي بر من از عيبر اباريد مرواريد تر
 چو نوح هر دم مقبل گويان كر ربي لا تدز
 چندم رنود سازي عيبي چندم زبد گوني بتر
 چو ن غافلان پيش پس آشفته حال آبيمه سر
 فاش الا كه سوء فلك احد زن كل الحذر
 نه پاك دامن نه شفي نه پيش بين نه پس نگر
 دامن نخل كرمي نخل كرم رخت ندي از حضر
 جان و دل آرزون چرا از بهر شني سيم وزر

درستایش نواب فریدون مرزا گوید

دوشینه کای نیلی صدف گشت از کواکب پرور
 جستم ز جبار فتم و دال امیمه سر دلدل کنال
 پریدم آخر کیستی دزدی گدائی چستی
 زین پاسخ آمد در غنیمت ز دوا کای بی ادب
 بگشای در زانوایم جان در قدم افشا نیم
 از آن صدای آشنا در موج غم گروم شناسنا
 ناگه بخود لرزید ما و آنکه بسر لغزید ما
 آسمه سار و سمرنگول و از برون من از درون
 القصه با صد تیغ و تالیا ز جای جستم باشتاب
 در باز گروم بر رخ دیدم جهانی فرخش
 غنچش فروز نازش فره جوش همه تیغ و گره
 روشن رخ و تاریک مو شیرین زبان و تلخ گو
 گیسو زره قامت سنال شکر گل خندان برو کمال
 باری چو آمد در مرا دید آشنای پیر ما مرا
 من با هم و در تیره شب از من رسیدی بی سبب
 گفتم خطا کردم خطا ایدول عطا باید عطا
 گفتا بهل ایس های و هو عذر گناه چندیس مجو
 زان باده کز وی فارشنگ آرد و ص من شکیب
 پولش بهنیر ماندا رنگش بگو ص صرا ماندا
 هم عقل را پیوندا زو هم جان دل تر سندا زو
 از لبیکه صافست و دال هم فدا هست و هم نهال

در زدی گفتم که گفتا منم بکشای در
 تا جویم از نامش نشان گیرم از جاش خبر
 بهیو جی را نبستی همچون غریبان در بدر
 رهن نیم کای نیم شب آرام بهر کوی گذار
 بر چشم و سر بنشانیم سازی حکایت مخفر
 از آن جام ز خجالت در غیا هوشم ز حیرت در فکر
 مانا خطا و زباید ما کز آن خطا دیدم خطا
 او غرق خوی من غرق خون و منتظر من محقر
 از جملتم جان در غیب از حسرتم خون در جگر
 وز شرم شیرین پاخش افتاده در بوک و مگر
 گیسو افتاده چون زده از طرف دوشش تا کمر
 دشمن نهاد و دوست رو نیکو جمال و بد سیر
 دل آس تن پرنیال خطا جوشن و صوت سپر
 گفتا که بی موجب تر از وصل من جستی حذر
 در تیره شب ماه ای عجب نیکو تر آید در نظر
 ای رویت از دم خنای موی تا آشوب تر
 بر نیز و نیکی کن سببوزن با ده پر شور و شمر
 از رنگ بود چو لعل و مشک از زین و فر چون و نور
 بیجا ده تر ماند الو لوی خشت مستقر
 هم ایستاد در بند از هم زو معاصی معتقر
 همچون مفنایم بیان همچون معانی در صورت

گوید ز بس خوف قصاص این المضر این المضر
 شایا مرا یک متمس باقیست بشنو یک نفس
 سالیست افزون تا مرا از اقران نمودی برترا
 بس ز رویم خواسته بخشیدیم نا خواسته
 نه اسپارم نه دهری و زسیم و زر جسیم شتی
 هم زر خواهم جعفری هم جامه خواهم عبقری
 هم خواهم از گیتی خداکش جان یک گیتی خدا
 هم خواهم اندر بارگاه بدم دهری بیگاه و گاه
 از تو سخا و ز من ثنا از تو عطا و ز من دعا
 تا لاله روید از دهن تا ژاله بارود در چین
 یارت افزون خصم قلیل این یک عزیز آن یک قلیل
 قاتلی این اشعار تو و بس پر هنر گفتار تو
 رونق دهد بازار تو در نزد شاه دادگر

در ستایش شهنشاه اسلام پناه ناصرالدین شاه عازی رحمه الله گوید

فرونگر نه گیتی را بباغ و باغ و گوه و در
 شیخ از بسین هوا از زمین از گل تل از سینه
 زابر و افغان و لاله و شاه اسپرم بینی
 عقیق و گهر ناب و بسید و پیروزه را ماند
 ز صبح ایزدی چون دوات و هاکم و جبران
 کنون که بسنبل و شمشاد و باغ و بوستان ارد
 نم ابرودم باد و وقف برقی و غوث تندر
 حوصل باں و شاهین چشم و دهن تاج و طوطی پر
 هوا اسود زین بعضی دهن احمر چین اخضر
 شقیق و شنبلیله و بوستان افروز و سیب سر
 اگر لوشا اگر از رنگ اگر مانی اگر آذر
 چین تر زین دهن تکلیف زین آیین زنان زیور

چند از پی خیل و رسته این بایه و این دیرمه
 گیرم سفر کاست و دهر خورشید سالت دهر
 چنداں نیز ز دایں عناکه حضرتنی گردی جدا
 شاه آفریدون کرد سبک بر رفته صیتش تا فلک
 فرخنده شاه راستین کش کاں بود در آستین
 مغلوبش چار خدنگوب قهرش دیو و دو
 بر عالم و آدم گیا کاخش مطاب از کیا
 عین زمین عون زماں شاه جهان ماه جهان
 کان بسی بحر بها هم باد بی هم با نسی
 مذبح از بتیش سبک مجروح از بخش فلک
 خشمش چو دوزخ جانگزا قهرش چو جنت جانفزا
 عالم ز عدل او حرم رایج بهر او کرم
 ای چو شمع مهر و متعیت گشوده خشک و تر
 خلعت صبا تیغ با از این و با و از آن صبا
 بر سر بلیدی قهران بر سر بلادی قهران
 روزی که از تیغ گواں از خاک رویدار غواں
 از گرد و خون خاک زمین ماند بجای اهل چین
 از لب سان تیغ و شل بار و به تنها متصل
 گوئی خدای آسمان می نافرید اندر جهان
 وز بسکه جان اهل کین خاک ره گرد و عجب
 چو ز کین آئی بروی جانی جی چون خون
 رحمت بداد تا فلک تیغ بر و تا سبک
 گوید عدو بیت مبدم از خوف جان در هر قدم

دنیا نماند این هم گیتی نیز ز دایں قدر
 یک صبح تا شامت و دوازدها و اں تا با ختر
 کورا نظیر نجشده خدا بر خسروان داد گزرا
 با خلق و کردار ملک با خلق و دیدار لشکر
 با قدر او گردون زمین با جود او دریا شمر
 هم حکمران بر نیک و بد هم قهرمان بر خیر و شر
 جنت ز خلقش یک گیا و دوزخ ز قهرش یک شر
 غیث کرم غوث امان فصل ادب اصل مهر
 خورشید بارانیش سها یا قوت با جودش در
 مروج با خلقش ملک مروج با خلقش شکر
 هم تابع حکمش قضا هم پیر و امرش قدر
 یابی ز خلق او ارم تابی ز تیغ او سقر
 دی چو فرغ و هیچکدام نیست گزیده خیر و بر
 خاک بداندیشیاں به پا خول تمام کیشیاں بدر
 بر سر اینی مهربان در هر زبانی مشتهر
 وز نوک ناوک خول و اں گرد و پوشش نشتر
 کز اطلس استنش آستین و ز قند زشتش آستر
 وز لب خدنگ جان گسل گرد و بد لهما کارگر
 جز خنجر و تیغ و سناں جز ناچ و تیر و تیر
 گوئی همه خاک نیست جان دار و دی چو جالور
 از نیش تیغ آنگوین و نوک تیغ جان شکر
 نقش بقا سازند و کاین از نشیب آں از زبر
 یا حبذا دارالعدم یا مرحبا نار السفر

خراشد سنگ پاشد گرد و ریزد خاک سنبید گل
 بلا گزید بدن آهن سنان آتش زمین کوره
 دلیران از پی جنگ بزد و فتنه و عوفا
 تو چون بپرو پلنگ پیش ضرغام از کین خیزی
 بریزت او بی چالاک چیست و چایک و چیره
 دم و اندام و یال و باز و وزین و رکاب او
 پیش بادوش سندانش ابر و گمش طوفان
 بیک آهنگ جنگ و غم جنبش در کند آری
 بیک ناورد و وزم و حمله جنبش ز هم دری
 بدشت از سهم تیغ و گرز و برزنت اندازد
 شما قانی از درد و غم و رنج و اکم گشته
 سر زد کز فیض و فضل خود و بذلت زین سپس آرد
 نیارد و صمد و شکرت و توصیفش گرش باشد
 الا تا زاید و خیزد الا تا روید و ریزد
 حدود دشمن و بدگوی و بدخواه ترا بادا

بسال و ماه و روز و شب بود بدخواه جایست را

لجک بر سر نجب در دل خنک بالین خنک لبستر

فی المدیحه

قامت سروی چو بنیم بر کنار جویبار
 تا نگرید ابراز بستان زوید ضمیراں
 ترک من ای داده یزدان می موبت را بهم
 مار را خلاق مور و مار گراندا از بهشت
 از غم آن سرو قامت جویبار آرم کنار
 او کنول گرید که یا غش ضمیراں آورد بار
 الفت ظلمات و نور آمیزش لیل و نهار
 از چه بروی بهشت آئینت موی مار سار

بصحن باغ و طرف اغ وزیر سرو و پای جو
 بویزه بانی شگول مشوخ و شنگ و بی پڑا
 سمن جوی سمن بوی سمن وی سمن سیما
 سرش رعنا فریش زیبا قدش طوبی خدش حبت
 بیالاکش بیما خوش بود لکش بخواتش
 چو سیمین سرو من کش بست وی موئی چهر لب
 کفش رنگین دلش سنگینش نسیرین لبش شیرین
 دو هاروت و دماروت و گلبرگ و دو مرجانش
 سر است از غم و اندیشه و فکر و خیال او
 ز عشقش چون انار و نار و مار و از دها دارم
 لیکن باز او شادم که سال و ماه و روز و شب
 طراز تاج و تخت و دین دولت ناصر الدین شه
 ملک اصل و ملک نسل و ملک رسم و ملک آیین
 عدو بند و ظفر مند و مهر جوی و مهر پیشه
 قوی حال قوی یال و قوی بال و قوی بازو
 شهنشاهی که هست از الطبع و طبع و جان دل
 خالق توان و قائل و انارک جو بلارک زن
 زین فضل و فضل و خلق خوب خلق خوش
 برای و فکر و طبع و ضمیرش جا و دال بینی
 زهی اسی برتن و اندام و چشم و جسم بدخواست
 حسام فرو قال و نخت و اقبال ترا زبید
 دران و فیکه گوش و هوش و جان دل ز هم باشد
 و سهم تیر و تیغ و گرز و گویا گواں گردد

بزن گام و بخو کام و بخو جام و کیش ساغر
 سخن پرداز و خوش آواز و انسول زو حلیت گمر
 پیری طبع و پیری زاد و پیری پیر پیری بیکر
 تنش روشن و دلش خارا رخس گلشن لبش شکر
 بچشم آه و بقد ناز و بجد مینو بخطا عبیر
 مد روشن شب تاری گل سوری و آختر
 بخو تو سن بر و سوسن برخ گلشن بتن مرم
 پیر از خواب پیر از تاب پیر از آب و پیر از شکر
 بقا شکل دو پاد گل هوادر دل هوس در سر
 بری گفته دلی تفته تنی خفته قدی چنبر
 بطورع و طبع و جان دل تنای شه کند از بر
 که جوید نام و راند کام و پاشد سیم و خشد زر
 ملک طبع و ملک خوشی ملک وی و ملک منظر
 عطا بخش و صبا بخش و سما قدر سخا گستر
 جهان جوی جهانگیر و جهاندار و جهان داور
 قضا تابع قدر طایع ملک خادم فلک چاکر
 فلک پایه گرا نامه سما سایه همایون سر
 دلش صافی کفش کافی دشت شانی خوش اوند
 خر و مفتون مهر کنون شغف مضمون شرف مضمیر
 عصب نخیر و رگ شمشیر و مژگان تیر و مویشتر
 سپهر آهن قضا قبضه شرف صیقل ظفر جوهر
 غم کوکس و تنگ خوش و سر گرز و دم خنجر
 قضا پام قدر حیران زمان عاجز زین مضطر

گر بود بوجمل منکر مصطفی را نیست تنگ
 شهید نشین لیکنش محروم داند ناپسند
 یار این ایضاف باشد من بدین فضل و مهر
 من نیم گردون که در کاخش مرا نبود گذر
 نیستم معدن چرا دارم مرا اینگونه پست
 کاخ او گیهان بر من شجعت از غصه تنگ
 گراز و نالم گیهان عقل گوید کای سفیه
 دراز و بوییم بکیوان و هم راند کای بلید
 فی خطا افتخام خطا او در عطا ابراست و من
 او کند اگر ام لیکن چرخ نبود مهریان
 خارا اگر غنبر نگر و دابر را نبود گناه
 سبزه لائق نیست کاندز گشتاں گردد سمن
 بر نیای فیض از قطره لیکن چون صدف
 بی حکایت بود حالی نه شکایت که خلوص
 س شنیدنی که گوید شکوه از مادر کند
 یا معاذ الله کس این گوید که از حق شکایت
 باخیر از اسم نیک و رسم نیکی در جهان

و نشود ابلیس دشمن ترضی را نیست عار
 قند شیرین لیکنش مدقوق خواند ناگوار
 زو جدا نام چو عطشان از کنار چشمه سار
 من نیم گیهان که بر صدرش مرا نبود گذار
 نیستم دریا چرا خواهد مرا این گونه خوار
 جود او عمان و بر من روزگار از فاقه تار
 چرخ را بر زجر و شع او نباشد اقتدار
 دهر را در امر و نهی او نباشد اختیار
 شوره زارم کی شود از ابر خرم شوره زار
 او کند انعام لیکن بخت نبود سازگار
 خاک اگر گوهر نگرود مهر را نبود عوار
 ذار قابل نیست کاندز بوشتاں گردد چهار
 صفوتی باید که گردد قطره در شاهوار
 شکوه دارد بر زبان پرورده از پروردگار
 گر بنالد از برای شیر طفل شیر خوار
 گریه یزدان نیم شب نالد فقیری را اقتدار
 ایچ اسم و ایچ رسمی می خواند پایدار

بیست او خضم مال و بیست او خضم مال
 دولت او پای دار و دشمن او پای دار

شعر من قلاب روح و شعر تو قلاب دل
 شعر من آب روان و شعر تو تاب روان
 شعر من تابنده کوکب شعر تو تاریک شب
 هم ز شعر من عیال آثار شریع مصطفی
 با چنان شعری مرا خلیست انبان از شعبه
 من چنان نالال که بحر از بخشش خرام
 بدر دلت صدر دین پشت بدلی وی ظفر
 کلک و لاغری باز دی عدل از وی سیم
 روی او خورشید دین رای او خورشید ملک
 جد او جود می محبت عم او عمان جود
 جود او بحر است کورا بحر عمانست موج
 هست رایش پر نیایی کا قناب و راست بود
 مهر او از صخره صفا بر ویاند سمن
 ملک ترکی را ظهیری دین تازی را الضیر
 چشم ملت را فروغی جسم دولت را روان
 بزم شوکت را سمری جهان محدرات سرور
 چرخ با این قدرت از جاه تو می خواهد یمن
 عت آل دستور آصف ای کز فکر دقیق
 خشم کز ستمش بر وین در گریز و غافل ست
 خشتی از ایوان جاه او ست جرم آسمان
 ملک از وبال بخشش کلک از و ناز و چنانک
 نیست تنگ و اگر حاسد از و دارد گریز
 مهر خنایک از و مرود دارد و اجتناب

شعر من پروین گرای و شعر تو شعری اشعار
 ای یک از لبس آبدار و آن یک از لبس تابدار
 روز کوکب در شب تاریک فردا آشکار
 هم ز شعر تو پدید آید آثار صنع کردگار
 با چنین شعری ترا عاریست اندام از شعله
 تو چنان مویان که کان از بهشت صدر کعبه
 شمس ملت چرخ فزکان کرم کوه و قار
 بخت او فربه ولی پهلوی خشم از وی نزار
 ملک از لب خرم بهشت و دین از و خرم بهار
 وین جود و جودت از عمان و جود یار دگار
 رای او خلیست کورا مهر رختا نشت یار
 هست رایش طلیسانی کا آسمان او راست تار
 قهر او از ساحت دریا بر انگیزد غبار
 قطب ملت را سکونی چرخ ملک را مدار
 باغ نبش ابهاری شاخ دانش را شمار
 دشت بهشت را سواری دست غرت را سوار
 بحر با لب ثروت از جود تو میجوید بسیار
 جانب خشکی کشاند ما هسای از بحار
 کز منایا سود ندید مردار وین حصار
 آبی از دوران ملک او ست ملک روزگار
 از بی ام القری و ز شیرین و آن ذوالفقار
 نیست عار او اگر دشمن از و جوید فرار
 مشک بویایک از و مزکوم دارد از زنجار

از بزم بست و جلّه سیّاب بر سمن
 گفتم بتا مموی و پریشان مساز موی
 اشک تو انجم است رخت مهر و کس ندید
 دیدم بسی که خیزد از جوئی بار سرو
 پروین بر روزی نماید ترا چه شد
 جاره از چه پوشی بر ماه نور بخش
 باری قسم بخوش داود و مهر جم
 کز هر چه در جهان گذرم در هوای تو
 سالار و هر معتدالدوله آنکه هست
 صدری که بر بسیار وی افلاک را بین
 بر سپهر در زمانه هستی است مفقور
 بر خاک شوره ناید اگر بهر روی او
 یک نا امید و همه گیتی ندیده چرخ
 دوران بدور دولت او چوید اختتام
 گیتی بعدل شامل او گشته مقصوم
 اسی چون سپهر قصر جلال تو بی مقصور
 تن را هوای مهر تو چون عمر سودمند
 چون ذات عقل پایه چاهست بر از جهنت
 بذل تو بی قیاس چو او دار آسمان
 و پیش خصم تیغ تو سد نیست آهنین
 و کشت ماه ز دندان آینه درین
 ناگفته دانی آرزوی طفل در رحم
 از خاک گاه چو تو زربین دمد شجر

و ز اشک ریخت سوده الماس در کنار
 کز موی تر سمت که چو موی شوی نزار
 کجا که هست مهر شود احبم آشکار
 نشنیده ام که خیزد از سرو جوئی بار
 کایدون بر روز خوشه پروین کنی نثار
 سیاره از چه پاشی بر مهر روز بار
 یعنی بزلفگان تو او را لعل آیدار
 الا ز خاک بوسی صدر بزرگوار
 دیباچه جلالت و عنوان اقتدار
 بدری که از بین وی آفاق را بسیار
 جز ذات وی که هستی از و دارد اختار
 خور جای خار روید از خاک شوره زار
 کور آنکرده فضل همیشه امیدوار
 گیمان ز مهر شوکت او خواهد اعتبار
 هستی بذات کامل او حجت است شمار
 وی چو لها وجودی چه بود تو بی کنار
 جان را میوم قهر تو چون مرگ ناگوار
 چون فیض روح مایه جودت بر از شمار
 فضل تو بی حساب چو اطوار روزگار
 برگرد ملک حرم تو بجنس است استوار
 زنت بر و آب را زنت نشد حصار
 نادیده یابی آنخورد و حق در رفتار
 و ز آب روز مهر تو مشکین جبهه بخار

درستایش امیر بهرام صولت معتزالدوله منوچهر خان فریاد

با فال نیک و حال خوش و بخت کامگار
 در زیران من فرسی کا فریده بود
 شیخ بر که نوزد و جهان گرد و گرم سیر
 کز پی نگار آمد و تنگم عنال گرفت
 در زیرمه فزاشته از سیم ساده سر
 موی بوی سنبل و روی برنگ گل
 گیسوی تابدارش همسایه بهشت
 لعش پر آب بی مدد نوز آفتاب
 بر سرو ماه هشته و بر ماه غالیه
 بر زهره رخساره و خورشید مشتری
 در روی و موی او چو اسیران قوم و زندگ
 گیسو گشود و مغز از ان گشت عبیرین
 چنگی زد دم بزلفش و از تار تار او
 وزهر شکنج او که گشودم بجاک ریخت
 و انگشتهای من چو زده گشت پر گره
 القه نارسیده لب شکوه باز کرد
 گفت ای نکرده یاد زیاریا و دوستاں
 باری چه روی داوندا نم که بی سبب
 این گفت و از نگرگ پوشید لاله برگ
 بیجاده را گزید با لباس شکنجین
 از ده بلال مریمخ انگشت از مفر

از ملک جم بعزم سپاهان شدم سوار
 او هام را ز پوی او آفریدگار
 کم خشب و پرتوان و زمین کو بر ره سپار
 با چشم اشکبار و دو گیسوئے مشکبار
 بر برگ گل گذاشته از مشک سوده تار
 قدسی بلطف طوبی و خدی بنور نادر
 زلفین عنبرینش پیرایه بهار
 چشمش بخواب بی اثر برگ کوکهار
 بر رخ ستاره بسته و از زلف رسته مار
 از حسرت خطش شبه و مشک سوگوار
 دلهای داغ دیده قطار از پی قطار
 عارض نمود و چشمم از ان گشت لاله زار
 چو تار چنگ خواست بسی نالهای زار
 چندین هزار سلسله و لهای به قرار
 از پیچ و تاب حلقه زلفین آن نگار
 و ال طبله طبله مشک پریشید بر عذار
 این بود حق صحبت یاران حق گزار
 مسکین و لم شکستی و بستی ز شهریار
 و زمر گشش چکید به گل و انهای تار
 یاقوت را مزید به لؤلؤئی شاهوار
 و ز خون دیده لیست ده انگشت را فگار

هر کوه هفت و هشت کند با تو در جهان
 با کیدنه سپهر سر و خش بود دو چار
 در کیفیت معراج نبوی صلی الله علیه و آله و سلم

شبی بر روشنی از آفتاب روشن تر
 شبی بعبادت روز شباب عیش انگیز
 شبی ز بسکه زمین روشن از فروغ نجوم
 شبی بخرم از وقت خلد داده نشان
 شبی افاضه انوار اندر و پیدا
 شبی ز گنبد نیلوفر عیاں پروین
 شبی بگونه مشاطگان بگرد عروس
 رسول امی مشکوی ام هانی را
 که جبرئیل امین فرخته پیک خدای
 زبانگ حلقه میر حلقه انام ز شوق
 چو حلقه ساخت دل از یاد ماسوی خالی
 درون حلقه امکان نماید هیچ مقام
 چو دل ز حلقه امکان چو حلقه کرد آبی
 خطاب کرد جبرئیل کای امین خدای
 جواب دادش جبرئیل کای پیمر پاک
 سخن زد دل بزبان و ز زبان بدل گزید
 اگر چه آینه خالی بود صورت شخص
 بود لعل غز جریان آب از مردم
 ز بر شکوفه برون آید و شکوفه ز شاخ

سپیل و پروین تابنده اندرین منظر
 شبی بسیرت صبح وصال جان پرور
 چو برگ لاله عیاں از درون سنگ شرر
 شبی بتازگی از نو بهار کرده گزر
 شبی سعادت اجرام اندر و مضمهر
 چو هفت رنگش شهلا ز شاخ نیلوفر
 هجوم کرده زهر سو نجوم گرد متمر
 نموده از رخ لب رشک جنت و کوثر
 با مرایزد و اوار حلقه زد بر دور
 لبان حلقه ندانست پای را از سر
 که تاز حلقه جیب قفا بر آرد سر
 گز او چو رشته نکر داز درون حلقه گزر
 فلکند بر رخ سه حلقه با زغب تر
 بگو پیام چه داری ز ایزد و اور
 تو خود پیام گزار و تو خود پیام آور
 در پس میانه زبان پستی است فرمانبر
 بود بواسطه شخص شخص را مظهر
 چه گز مردم خالیست آب در فرغ
 گمان خلق چنان گز شکوفه خیزد بر

خصم ترا بر سر محال است برتری
 ای بر زمین طاعت تو چرخ را سجود
 وقتی برال شدم که بدیوان رقم کنم
 نوشته نام تیغ تو کز نوک کلک من
 بی سوخت و فتر من از اوصاف او و من
 زاندام اهل رنگ سیاهی برون رود
 روزی بشیم خلق تو بر مغز من وزید
 چو نام هست تو بر من از زبان من
 چو وصف محبس تو کم خیزد از لبم
 گویند هست که چو بحر است موج خیز
 یا حیدر تیغ تو آن پاسبان بخت
 گاهش چو عقل بر سر گردن کشان مقرر
 بنود شکفت اگر ملک الموت خوانمش
 جز مور جوهرش که بکین اردو هاکش است
 و یک ز چار باغ سپاهان که سعی تو
 داغ جهان و باغ جهان است ساختش
 باغ زرشک تا تو دوری ز زرشک خلد
 خوں گردد از زرشک مصفا و خون چرخ
 صدرا خدایگانده سال بنیو ام
 منت خدای را که بدم بجام دل
 تا خاص و عام گاه بلند و گاه پست
 از چهر نیک خواه تو بادا شکفته گل
 تا چار ربع شانزده است سه شلت نه

جز آنکه خاک گردد و خاکش شود غبار
 وی در گمین خاتم تو ملک را مدار
 زا و صاف تیغ همان شکرت بتکی سه چار
 جنت آشتی که تا بفلک رفت از و شرار
 بی آب میزوم بوی از شعر آبدار
 گر آفتاب تیغ تو بارد بزنک بار
 پر شد کنار و دامنم از نافه مستار
 در خوشه خوشه ریزد و بینار بار بار
 آواز چنگ و نغمه نامی و نوای تار
 بحر لیت رحمت که چو کو هست پایدار
 کز وی سائلت و دین است استوار
 گاهش چو رح در تن کند آوران قرار
 از بسکه هست چو ملک الموت جان شکار
 نادیده در زمانه کسی مور مار خوار
 کردش چنانکه آیدش از پشت خلد عار
 ز ازهار گونه گونه و ز اشجار پر شمار
 روی از سر شک خویش دارد زرشک وار
 در دل ز داغ باغ زرشک تو گشت تار
 جان بود در دمنده و جگر خون و دل فگار
 بازت بصدر قدر نظر مند و بختیار
 تا شیخ و شتاب گاه عزیزند و گاه خوار
 در چشم بد سگال تو بادا خلیده خار
 تا بهفت نصف چارده است و دو و جز چار

بجای شدگان نه اسم بود و نه رسم
وجودش اید و مشهود اتحاد گزید
نه اتحاد علوی که راسی سوفسطا
بل اتحاد و بودی که نیت هستی وصف
میان هستی موصوف و وصف فرقی این پس
یکیت اصل و حقیقت یکیت فرع و مجاز
کمال و نقصان کرد از یکی مقام ظهور
بیک خزانه در آسختن در صده زر و سیم
نشسته ناظم و منظور در یکی بالین
دو آفتاب فروزنده از یکی مطلع
دو تاجدار مکمل کرده در یکی اورنگ
شنیده ام که نهی آتش از و راسی حجاب
و دیگر آنکه هنگام بازگشت بدو
کام شیر سیلایان ننگند خاتم و داد
ز گفت خاتم پیغمبران ز خاتم فصل
پس از تبسم جان بخش خاتمی که سپهر
زکان جیب بر آورد و کرد گو سروار
ز گفت حیدر گزارد لب فرو بندم
ستم تا که آل رسول و حاسد من
مرا ز کین خراب پاک نیست زانکه بود
بر این صحیفه و لکتن بجای نظم دری
به پیش دشمن یا جوج خو کشید ستم
اگر فیول ملک اقتدا این چکانه نغز

بجای شدگان نه اسم بود و نه رسم
چو اتحاد فروع بصر بذات بصر
بود به نزد خردمند زشت و اثر و پدر
بغیر هستی موصوف اینچ چنین دیگر
که متحد بودند و مختلف به فکر
یکیت عین و هویت یکیت تیغ و اثر
و جوب و امکان زد از یکی گریبان سر
ز یک در پیچ عیال گشت تالش مه و خور
نظاره طالب و مطلوب از یکی منظر
دو ما هتتاب در خشمند از یکی خاور
دو شهر یار یک تحت بر نموده مقدر
بگوشش آمد آواز حیدر صفدر
نمود جمله یکی شرزه شیر اثر در
پس از نزول علی را از آل حدیث خبر
فشانند حیدر گزارد تنگ تنگ شکر
بود و حلقه خاتم ز شرم آل پنبه
تبار خاتم پیغمبران بشیر بشیر
ز سیم آنکه مسلمان بخواندم کافر
خراسان اگر بفرود شد هزار عشوه محتر
سه گز فشار و دو چمبر چادر چاره خر
ز نوک خامه بر افشاند ام نقد و در
ازین قصیده ستوار سد اسکندر
آب سیم نگارش بر صحیفه زر

ثمر نهفته باصل است و آشکار ز اصل رخ کنون تو اصلی من فرع اصل و وحی مثر
 گرت هوس که ز من بشنوی حکایت خویش درون آینه حق نمای من بسنگ
 دل چو آینه من محیط ذات تو نیست حکایتش ز تو ناقص نماید و ابر
 من و پلانک و سگان آسمان و زمین تمام منظر ذات تو ایم ای سرور
 هزار آینه بنهاده است خرد و بزرگ در پس هزار یکی را هزار گونه صور
 یکیت عین هزار ارچه هست غیر هزار که مختلف بظهورند و متفق به گهر
 یکیت ساقی و هر لحظه دریکی مجلس یکیت شباهد و هر لحظه دریکی زیور
 کنون مجال سخن نیست بر نشین براق که انتظار تو نس دیده است در مظهر
 بنی بر آید چو وحی بر براق و تخت به بیت قدس چو پیک وحی که ز گذر
 وزان مسجد اقصی حمید و شد ز کرم تجسم روح زلزل السبوی حق رهبر
 فرود پای و بنجود مایه داد فروغ بر فرشته به آسمان به اختر
 بسدره ماند زره جبریل از آن گونه که باز ماند از پیک عقل پیک نظم
 رسول گفتش ای طائر حقیقه قدس سبب چه بود که کردی بشاخ مدره مقرر
 جواب دادش کای محرم حریم وصال سن از قراتر پریم لبوزوم شمشیر
 تویی که داری در کاخ لی مع الله جای تویی که داری از تاج لا لبس افش
 نوشته نشانی و ماشه نوشاه و مابنده نو آفتابی و مامه توماه و ما اختر
 تو نیز هستی خویش اندرین محل بگزار پیچ بزم قناکن ازین بقا بگزار
 براق عقل را کن بر آب رفرف عشق که عقل را بنود با فروغ عشق اثر
 به پشت رفرف بر شد بنی ز پشت براق چنانکه مرغ ز شاخ نگوں بشاخ زبر
 ز سدره شد بمقامی که بود بیگانه درین مقام تن از جان جانش از پیکر
 صعود کرد بر اوچی کزان نمود بهبوط رجوع یافت بملکی کزان نمود سفر
 ز سدره صدره برتر جمید از پی آنک ز سدره آید و از جیب لا بر آرد
 دو قوس دائره در منقشای نقطه امر مهر از دود سو بهم آورد چو خط پر گهر

بلا که بود و کجا آمد و چه گفت و چه شد
 چه شمع بود که روشن نگشته گشت جوش
 چرا چو نجم سحر نادمیده کرد غروب
 برفت از صدف خاک گوهری بیرون
 قناد از فلک جدا خستری بزمین
 شبیه شمس و قمر بود در شمایل حسن
 مدار عقل و مهر بود در فصاحت لطف
 خشن که بود شد از سیلی اجل عجب است
 وقت زندگی از حسن و وقت مرگ از غم
 گماں برم که جهان را خدا عقوبت کرد
 گشاده بود رخسار بر جهان دری ز بهشت
 بیای خلد خراسید و از شمایل خویش
 گو که زیور حسنش فزون شود ز بهشت
 چه بود این خبر این قاصد از کجا آمد
 بحق پناه برم کاین خبر نباشد راست
 گل شکفته بیک دم چگونه ریخت ز شاخ
 بهار تازه باقی چگونه گشت خزان
 شنیده اید که شکفته لبسرو لاله
 امیر زاده نه ماحله چاکران توایم
 ترا که نفع سخایت بمور و مار رسید
 ترا که از گرمی شاد بود دشمن و دوست
 ز رفتن تو اگر رفتگان خوشند چه سود
 پدر هنوز درین دوق بود کز سر شوق

که هر چه بنیم ازین هر چهار نیست خبر
 چه شعله بود که ناجسته گشت خاکستر
 چرا چو صبح دوم نادمیده کرد سحر
 که خلق را صدف دیده گشت پر گوهر
 که جان خلق از ان اختراست پراخلر
 چو او مبرد گفتی مبرد شمش و قمر
 چو او مبرد تو گفتی مبرد عقل و مهر
 که گل بتفته شود یا که لاله نیلوفر
 بهر دو حال جهان را نمود زیر و زبر
 چرا که هجروی از هر عقوبتست تیر
 نهفت چهره و شد بسته بر جهان آن در
 بیای خلد بفرود باغ خلد دگر
 که اوز چهره فزاید بهشت را زیور
 که کاش نامده بود و نداده بود خبر
 بجز تم که چگونه چنان کنم باور
 مه دو هفته بیکره چگونه شد ز نظر
 درخت میوه بیادی چگونه ریخت شر
 شنیده اید که نارسته پشه مرو عبهر
 ترا که گفت که پیچاکران روی بسفر
 بمور و مار سپردم خاکمان بر سر
 ز کف چو دشمن دادیم دوستی بنگر
 که ماندگان ترا ماند و اغما بجزگر
 هزار تحفه فرستد ترا ازین کشور

پسند حاسد اگر نیست گو مباش که نیست
 گنه لظرت کج واج و طبع جا به اوست
 بخالتی که دماند بسی باد بهار
 با بکه گشته ز صفتش دو فلک چرخ وزمین
 بجان شاه هلاکو که هر دو گیتی را
 که گر خدیو جهان التفات ننساید
 و گرنه نظم نگارم ز کلک بر دیوان
 شنیده ام دوسه تن خواجه تاش بر گفتند
 چگونه منکر باشم که در محاسن تو
 بر آن مدیح که ممدوح را سزا نبود
 چگونه نور کند مدح چشمه نور شنید
 همیشه تا نبود حسیم را ز روح گریند
 تعلق گیتی امرت پور روح در قالب
 هوای خدمت تو آنچو روح راحت بخش
 سپاس حضرت تو آنچو روح اذه بر

در مرثیه امیرزاده فردوس و سادۀ فاطمه سلطان صبیحه

امیر دیوان

بهر بهار گل از زیر گل بر آرد سر
 گلی برفت کز امروز تا بدامن جگر
 گلی برفت که با آنکه غنچه بود هنوز
 گلی برفت که از مشک چین و سنبل داشت
 گلی برفت که ناید بعد بهار دگر
 گلایا و ست که جاری بود ز دیده تر
 دو غنچه داشت بهر یک هزار تنگ شکر
 نهان بریز و سنبل دولا له احمد

زیاده تری نیست کش خوریم بدوق
 نیاکند به بیم بنگ کی بر قض آئیم
 ولی چو عسرت عقی ایناں ز دیده ماست
 بعیش فانی دنیا خوشیم و غافل ازین
 براسپ چوین کودک چه آگهی دارد
 رئیس ده چو بدستان همی دهد فرمان
 ز آب شور بیابان عرب بوجده آید
 چو عکوت گس گیرد آبخنان داند
 چو گربه خله بو شاں برد چنان داند
 بگرم سب کس اردستان پیل کند
 مگس پرو در چشم نایدش سمرغ
 گماں برد حبشی در حبش که چهره او
 ولی اگر بیاحت رود بخط روم
 ز شوق این سخن آن صفدران خبرواند
 بلا بقط عرب امتحان بود یعنی
 ولا بزرگ بود چون بلا بزرگ بود
 هزار سال فزون ست تا حسین علی
 خدای در همه عالی منزله است از خلق
 برای ماست گرا بمان و کفر بخشد سود
 اگر بهشت ست فرقی دارد از پی ماست
 ستاره ناید پیش کی است پاک و پلید
 اگر مراد تو بیزدان بود مراد خواه
 زدن امیر یک نکته دگر به بنوش

که تلخیش بطبیعت حلاوت آرد بر
 اگر بران نرزد زخمه مرد خنیاگر
 خواص مرگ ندانیم و زان کنیم حذر
 که سودا و همه بوگست و نفع او سنت ضرر
 که چیست تحت سلیمان و رخس رستم ز
 همی چه داند خاقان کدام یا قیصر
 چه آگیش که تسنیم چیست یا کوثر
 که اثرهای دماں را کشد بدام اندر
 که قلب لشکر دارا در پده استگند
 بخونیش پیچد و افسانه داندش یکسر
 فرس پوید و دروهم نایدش سر صر
 همی لغزو بها باج گیرد از قیصر
 ز شرم بچو زناں چادر افکنده بر سر
 که پیش تیر بلا جان و دل کنند سپر
 که بنده راه بلا امتحان کند و اور
 نشان فراخور شایسته و جامه در خور
 شهید گشته و نامش هنوز بر منبر
 ولی ز غایت لطافت خلق را رهبر
 خدای را چه که مامو منیم یا کافر
 خدا بر چه تفاوت کند بهشت و سقر
 سیاح بار و نوزدش بیکیت قار و شجر
 رضای دوست طلب ز رضای خود بجز
 عبت مجوی گرازد دست رفت یک گره

برای بازوی تو حرز سازد از یاقوت
 ترا که گفت که از چوب نخل سازی حرز
 پدر هنوز علی رغم دشمنان می خواست
 ترا که گفت که از لوح قبر کن بالین
 پدر هنوز طوق و کمر نساخته بود
 بجای آنکه به تخت جلال به نشینی
 بجای آنکه کندت به لباس حریر
 بجای آنکه نمی سرفراز باش ز
 دریغ بود که کافور مردگان باشند
 تو ای کبوتر عرشی کنون ز غصه منال
 ترا خدای دهد جای در کنار بنی
 تراست جای بهر حال در کنار رسول
 بزرگوارا امیرا به بندگان خدای
 اگر خدای تو یک گوی از تو خواست مرغ
 که گوهری چونه بخشی که خواست از تو خدای
 و دیگر آنکه تو دانی خدای با هر کس
 هزار مادر اگر بشمریم تا حوا
 و یک حکم فضا و قدر بدان رفته است
 نهاده راحت ما را برنج و ما غافل
 گهی بطعنه که داد آفرین چه راند جور
 اگر چه حق ز پی استخوان دانش ما
 مگر نه داروی تلخ حکیم گاه علاج
 مگر نه این رگ شریان که رشته تن ماست

از بهر فرق تو افسر فرستد از گوهر
 ترا که گفت که از خاک ره کنی افسر
 که استرگ کند از سیم و پالشت از زر
 ترا که گفت که از خاک گور کن بسر
 که دست مرگت شد بطوق و طاق گورگر
 در تیغ بود که بر تخت افتد پیکر
 در تیغ بود زبردت کفن کنند بهر
 در تیغ بوختت لحد گزاری سر
 بگسیوی که ز خود داشت نکبت عنبر
 گر از قفس بسوی آستیان کشودی پر
 چه این بی پردت باشد ز چه پیشه
 مشو نمین که جدا مندی از کنار پدر
 بسی نخواسته دادی هزار گنج گهر
 که ترسم از تو بر خند حکیم دانشور
 پرا نخواسته بخشی به بنده بی پروا
 هزار بار بود مهر با تو از مادر
 تمام صادر از ویم و او بود مصدر
 که در زمانه نه بینیم غیر رنج و خطر
 سپرده عشرت ما را بمرگ و ما ابر
 گهی بشکوه که خیر آفرین چه بود شیر
 دو صد مثال نهاده است در نهاد بسر
 بکام ما دهد از روی طبع طعم شکر
 دهم مزد و بفضا و تا زنده نشسته

در قفای او بخوژی دیو خوی و زشت روی
موی او باریک چرکین همچو تار عنکبوت
چانه و نیش گوی فزایی و زدیده اند
بسکه در رخسار زشتش چین بود بالای چین
چانه و نیش پنداری بهم چشمی هم
گوی و چو گال ساختندی از برای کارزار
در همه گیتی بدین زشتی نباشد هیچ کس
در بوداری نباشد جز مسود شتر یار

در ستایش نواب فریدین میرزا طایفه گوید

ای فال سعید و بخت مقبل
تو قلبی و دلبران قوال
بر گردمه شمائل تو
دلها بسلاسل تو مشتاق
خون خوردم از غم تو آسای
چهر تو درون جعد مشکین
گویی رویت بسین زلف
چشم فلک است و چهر تو مهر
جز زلف تو از قفای رخسار
خورشید سپیده دم ندیدیم
این زلف تو هست کز بنا گوش
یانی به سپیده دم فتاده
زلفین تو بر رخ از چپ و راست
ماند دو کفه ترازو

وی زهره بزم و ماه محض
تو روحی و گل رخاں هیاهل
زلفین تو عنبرین سلاسل
جان با به شمائل تو مانل
جان بروغم از کف تو مشگل
زیردو غراب یک حواصل
در سینه ماه کرده منزل
نهری که نگشته هیچ زائل
ای آتش خوی و آهنین دل
کاد را از قفا همی رود فسل
زی چاه ذوقن شده است مانل
هاروت نگون بحپاه بابل
آویخته روز و شب مستابل
در وزن ز یک دگر معادل

تو مال خویش سپاری هر که چاکر تست بدین بهانه که گوئی این بود چاکر
چنان خدای که خود چاکر آفریند و اینش بخت مال تو از چاکری بود کمتر
تو بشنو اندکی امروز پسند قافانی
که کارت آید فردا بعرصه محشر

در تعریف مصور و توصیف تصویر فرماید

آفرین بر کلک سحر انگیز آن صورت نگار
راست پنداری مثالی کرده زین تشال نقش
کرده یک سو نوع و بی نقش گذر صورتش
از نقش پیدانزاکت همچو نرمی از حریر
خیز زان قدر عوان خد شمعیران بوشک مو
چشم او بی سرمه همچون چشم زر گس و لهریب
بی عبارت رازگوی بی اشارت رازجوی
بی سرود از وجد در حالت چو شمشاد از نسیم
از دوزلف او در لبت هر چه در گردون فریب
فتنه خوابیده در چشمش کرده اندر گروه
نونهال قاشقش را لطف و خوبی برگ و بر
جادوی خیزد ز چشمش همچو سوا س از جنون
در بهار لیل باغ دیدنی که بار آورده سرو
همچنان آشفته گردد صرع دار از ماه نو
وزدگر سوروی بر رخش بیکه زیبا سپهر
فتنه های جور او چون تور کیتی بی حساب
گر چنین رونی بشب در مجلسی حاضر کنند

کز مهارت برده معینا درین صورت بکار
از عروس ملک شوی بخت و زال و زنگار
هر که بگشاید نظر عاشق شود بی اختیار
در رخسار پنهان لطافت همچو گرمی از شمار
سیم سیماسر و بالا ماه پیکر گل عذار
زلف او بی نشانه همچون زلف سنبل تابدار
بی تکلم و لهریب و بی تبسم جان شکار
بی سرور از قص درخش چو گل بر شاخسار
وزد و چشم او امانت هر چه در مستی خمار
عین تر تابیده در زلفش قطار اندر قطار
پرنیان پیکرش را ناز و خوبی پود و تار
خرنی زاید ز چهرش چون طراوت از بهار
سرو قد او نگریاری که باغ آورده بار
ز ابرویش آشفته گردد ماه نو چون صرع دار
کز جمالش خیره گردد مغز مرد و هوشیار
حلقه های زلف او چون دور گردون بشمار
شمع بی پروا ز ند خود را بر او پروانه وار

در وقف پی تیز آیات گر فرض نمی شدی فواصل
 پیوستگی نظام عدلت برداشتی از میان فاصل
 نادانی خود کند مسجلات یا بخت تو هر که شد مساوی
 جسم است جهان و اندرو تو چون روح نه خارجی نه داخل
 چون جان با جسم و روح با تن با ذات تو خلق شد متفائل
 دست و دل و لطف و غامه تو ز می بود تو بهترین و مسائل
 از تیغ که اثر در است از ونگ یا تیغ تو بر کتف همایون
 بالقلم تو گفته نوابغ یا شکر تو چایمه اخطا
 یکسر همه ناقص است و ندریان یکجا همه ممل است و باطل
 بایاری و ست ضمیمه است تدویر شود محیط حاصل
 آن روز که در هزار هزارم در چرخ و زمین قند زلال
 از سهم عقاب شیر در چرخ نسرین فلک شوند بعل
 بندی سر و شمشان فقرک چون رشته بخیله مغازل
 بازوی نزار ملک و دین را فربه سازی بسیف نازل
 ای غم شمشه نشسته کونتم ای باس تو همچو مرگ باکل
 گریه من قتیول و طاقت با حالی شود این قصیده قابل
 شاید که سپهر عشق سرایند لم یات بشما الا واکل
 در نقش تو اهل عصر خوانند تافان را ابوالفضل
 یا منطقه در دو نقطه دارد پیوسته تماس با معدل
 از منطقه جلالت تو خورشید شرف مباد مائل
 تا حشر رسد خطابت از عرش ای فال سعید و بخت مقبل
 ای فال سعید و بخت مقبل یکم از این

روی تو ز شب بر آورد روز
 خضر الاقیال و الاساطین
 فرمان فرما که دست رادش
 در دشت نزال بیست غالب
 عاجز شده اند در ممالک
 ای مدح تو زیور محاسن
 گر نافله فرض نیست از چه
 آواز اجابت سخایت
 زان سان که سبق برد محلی
 الفاظ بدیعت از بداعت
 در نیم شبان ز دور پیدا است
 در چشم بصیرت تو اجسام
 هر نقص که دهر داشت کردند
 چون ما حاصل جهان تو بودی
 - آری بوجد گشت موجود
 از خشک لبی و خاکساری
 دستت لبخا حیات جاوید
 با آنکه وجود بعد موهوم
 بزم تو سه بعد را تواند
 آرای تو در شبان تاریک
 در هیچ زمان ز کسب دانش
 مانع تو قهقیری رود باز
 پیوسته شود چو پوست با گوشت

چو رای خدایگان عادل
 دخر الاقران و الا ماشل
 بحر خفم است و ابر هاطل
 بردست نوال غیث و ابل
 از حمل نوافش نواقتس
 وی وصف تو زینت محافل
 بر جود تو فرض شد نوافل
 سبقت گیرد بصوت سائل
 هنگام دویدن از مؤمل
 ضرب المثل است در قباکلی
 آئینار جمیلت از ششماکلی
 بر سر قلوب نیست هائل
 از پر تو هستی تو کمال
 شد نظم جهان پس از تو حاصل
 مامیت فی به حبس جهان
 دریا بوجد تست ساحل
 تیغت بوفا قضای غایب
 امریت محال نزد عاقل
 مشغول کند به هیچ شاغل
 رخنه نراست از مشاغل
 مشغول ندارد مشاغل
 زنی چرخ برین قضای نازل
 از عدل تو در بدن مفاصل

مگر ببرد یک چشم من گرفته قسرار
 ز مهر چهر پری چهر گال که بر رخشان
 دمی که از لب و دندان نشان حدیث کنم
 روح کاج و کلیسا و بر لبش و ناقوس
 گلاب و عنبر و شکر و زعفران در بزم
 ز آب دیده گلاب و ز خون دل شکر و
 مرا بس غزل که از دوش و طیر و رطوبت
 سپهر مجید و جهان جلال و رستم خان
 ملک نژادی که اندر ریاض شوکت او
 در آشیان بهایون های بهشت او
 بر آستانش غوغای مهران شنوم
 بدستش اندر در بزم چوین قدح نگریم
 بطعم آن را تسنیم جانفزا خوانم
 بروندش زلزال بوم بر دامن
 بنزد وجودش کاش زنده بخرمن بخل
 بهر کجا که حدیثی رود ز طلعت او
 رونده کشتی غم جهان نوزدش را
 سان او را حراق جسم و جان گویم
 تنای او را آرایش سخن یابم
 بزرگوار امیر اتوی که خنک ترا
 ز خون نشانی تیغ تو تا بروز قیام
 فدای دشمن از تیغ فتنه را خوانم
 بگاه کینه کمان تو و کند ترا

که هر کجا که نظر افکنم همان بهیم
 طراوت ارم و نزهت جنتان بهیم
 حلاوت شکر و شهد بر زبان بهیم
 کسا و خرگه و دستار و طبلستان بهیم
 ز بهر نشو و رخسار شان عیان بهیم
 ز آه عنبر و از چهره زعفران بهیم
 سزای مجلس خاص خدایگان بهیم
 که جان رستم اندر بدن نهان بهیم
 سپهر را چو کی شاخ ضمیران بهیم
 زمانه را چو کی مشت استخوان بهیم
 در آستینش دریای بیکران بهیم
 بچنگش اندر در زم چون سان بهیم
 بطعن این را تین جانستان بهیم
 بگاه بزمش آشوب خبر و کان بهیم
 سحاب را چو کی بر شده دکان بهیم
 بهر کجا نگریم باغ و بوستان بهیم
 ز بهت پرده افلاک بادبان بهیم
 بنان او را رزاق انس و جان بهیم
 ولای او را آسایش روان بهیم
 بدشت بیجا با باد سمعتان بهیم
 زمین مهر که را سحر بهرمان بهیم
 بلای دوست از در نشان بهیم
 نظیر راه نو و بهت کهکشان بهیم

درستایش رستم خان فرماید

من آن نشاط کزین بزم و لستان بینم
 نه از تفریح جنت نه از نظاره حور
 کسان بهشت برین در آن جهان بیند
 هزار شکر که بر نعم و شمعان خود
 ز جام باده و رخسار یار باده گسار
 ز ابرو و مژه و لبران شهر آشوب
 ز لاله دف و آواز چنگ و نغمه عود
 پیاله و می و ساقی و بزم را با هم
 ز خدو قدر و بنا گوش و لبران نشار
 بطرف عارض هر یک و زلف غالیه رسا
 تبار طره عابد فریب شان دل خلق
 ز روی تافته و گیسوان بافته شان
 سرین شان متاع شود و از چپ راست
 میان شان را از موی توانم فرقی
 بهفت عضو تن از چپین لاف شان آشوب
 ولی بچشم نامل چه موشگاف شوم
 میان دیده و دل عکس چهره ساقی
 یکی غزال غزلخوان گرفته بر کف دف
 ز بس چکیده بجایم از جبین ساقی خوی
 سرین و ساعد و سیما و ساق ساقی را
 فکند سایه بر رخسار دوست زلف سیاه
 نه از بهار و نه از سیر بوستان بینم
 نه از بهشت نه از عمر جاودان بینم
 من از شمال و جنوب درین جهان بینم
 ز روی دوستی و دیده کامران بینم
 بلبل و زهره و خورشید را قران بینم
 خدنگ غمزه زهر گوشت در کمان بینم
 بدل طرب بیدن جان تن توان بینم
 بلبل و مشتری و ماه و آسمان بینم
 عجب چین گل و شمشاد و ارغوان بینم
 دوازده سال سر گنج شایگان بینم
 چو مرغ و قفس افتاده ز آشیان بینم
 طبع طبق گل و سنبل بهر کران بینم
 ز شوق رعشه به تن آب درد یلان بینم
 ز لبکه مو بهی از فرقی تا میان بینم
 کند رستم و غوغای مفتخوران بینم
 ز فرقی تا میان فرقی در میان بینم
 و یا سهیل بین را به فرقدان بینم
 مه دو هفته و نا امید تو امان بینم
 طیب ساعزمی را کلاب و ان بینم
 حریر و قاقم و سحاب و پرنیان بینم
 ستاره راز شب تیره سائبان بینم

نه مرویغ سازم و نه گرد تیغ باز
 نه شانه بین نه ماسه کشم من نه فال گیر
 ربانی شیتیم که بقانون اجبیدی
 نه قاضیم که درگاه تقسیم ارشاد شوی
 نه واعظم که بیتی هر فریب خلق
 نه مفتیم که آنچه حروف قسم ز کبر
 هم رفته خوان نیم که پی کسبیم وز
 منت خدای را که زمین سبوی تو
 تبار شیتیم ولی اندر مذاق حلق
 عطار نیتیم ولی اندر مشام روح
 فصاحتیم ولی ایس شستری قلم
 ضرب نیتیم ولی از پاکی عیار
 نساج نیتیم ولی آمد هزار بار
 معارفیتیم که گذارم ز گل اساس
 سلاح نه ولیک عدد را چو گو سفند
 صباغ نه ولی چو شیب از خیم خیال
 استاد شتران بخوان مرا که من
 با ایس همه صفاست و با این همه کمال
 که در دیار فارس غریم عجب دیر
 ای داور زمانه ز رفتار اهل فارس
 یک تن مرا گفت که چونی درین دیار
 یک تن مرا خواندشی بر بخوان خویش
 جز چند تن که بر مهران ملک انسرند
 نه بهتر قید و نه میسر عسکر
 نه سیمیا نگارم و نه کیمیا گرم
 از نوک خامه نقطه اعداد بشمرم
 بینی مساهم سپرد وخت و مهرم
 تحت الحاکم فلک زده بهالای منرم
 یابی بصدر بزم بزرگان مصدرم
 فتح یزید و ضرر روان بینی از بزم
 با تیغ فن بصاحب هر فن برابرم
 شیرین سخن به است ز قند مکررم
 مشکین مداد به بود از مشک از فرم
 در سفک خون خشم تو ماند بشترم
 نقد سخن کوازه زن زر جعفرم
 خوشترینج نظم ز دیبای ششترم
 که ز قدر خود موسس افلاک و یگرم
 در سلخ ستیزه بین پوست بر درم
 هر دم هزار معنی رنگین بر آورم
 افتاد شعر باق شعور مصورم
 در پارس بی نشان چو بشب عمر الورم
 کاندور در روان رسته خمر مهره که هر دم
 چون بدسگال جاه تو دایم در آورم
 تا بر رخ بدیده امید بسنگرم
 از بیم آن گمان که ز خوان نغمه خورم
 که تیغ و شتاب را کنم قدح کافرم

بهای خاک درت گردند هر دو جهان بخاک پای تو کش باز ایگان بینم
 زمانه را که ز پیری گرفته بود بر دنگار تو هم شاد و هم جوان بینم
 زمین مهر تو ای ماه آسمان جلال بخویش هر که در آفاق مهربان بینم
 بد هر خجست تو تا حشر کامران بادا
 چنان کش او را در هر کامران بینم

قطعه

ای داور زمانه که از وصف رای تو خاطر شده است مطلع خورشید افوزم
 از وصف خلق و رای تو تا گفته ام حدیث نجس منور آمد و مشکو معطر م
 عرضیت مرا که ز دایر ز دل طلال لیکن بشیر یا آنکه دبد گوش داورم
 اکنون دو هفته است که در دار ملک فارس بی آفتاب خون توان در ده کتترم
 نه والی ولایت و نه عامل عمل نه خازن خزینه نه سردار لشکرم
 نه میر و نه وزیر و نه سالار و نه سپاه نه ایل خان نه ایل یگی نه کلاں ترم
 نه میر بهبهان و نه خان بران جان نه قائد زیاره و نه شیخ بندم
 نه مخاطب کواری و نه بیگار بیگی لار نه دزد گیر معبد و نه دزد معبدم
 نه که خدایه شخته نه پاکار و نه خمس نه محتسب نه شیخ نه مفتی نه داورم
 نه صاحب ضیاعم و نه مالک عتقار نه برزگر نه رای گو ساله و خرم
 نوب شتم که دهنم بعد بجای بواب هم نیم که نشاندر بر درم
 نه مرده بقوه گور کنم نه کفن نویس نه ذکر خوان مرده نه دزد کفن برم
 نه تاجر بیسم و نه قاجر جریشت نه خرجه لیتم و نه قواد منکرم
 نقال نیستم که شایم ز نقال سود نقل هم نیم که از دل نقل بر خورم
 نه شعیاف نه دوزخ و نه شایع نه موزه دوزخ ملک نه دایع کشورم
 نه کارگر نه کارمند نه رفیقم نه کارمند

ایدول و دودغا ست مرا از جناب تو
یا خدمتی خجسته بفرمای مر مرا
یا ایتی که بادل مجبوع و جان شاد
پویم پی تظلم این غلامان بری
باده ستور چون کنم و چارده عیال
با خرج بی نهایت و با دخل بی نشان
اکنون کنم دعای تو تا در دعای تو
کز شوق آن دو قرض کند جان بر بیکرم
کز رشک خون خورند حسودان ابرم
بگذارم این عیال و ازین شهر بگذرم
تا داد دل دهد ملک داد گسترم
کار و اجوم هر شب هر روز بر سرم
مطعون هر کسانم و مردود هر درم
خرم مگر شود دل چار در برم

عمرت چنان دراز که گوید سپهر پیر
خود نامه در نوشت خداوند اکبر م

در مدح محمد شاه مبرور و لشکر کشیدن بسمت هرات

سخن گزافه چه رانی ز خسروان کهن
بخوانده ایم بسی بارناهای قدیم
نه از قیاصه خواندیم نزد کیان نجم
چنین مناقب فرخنده کز خدیو زمان
همین خدیو محمد شده آفتاب ملوک
هزار لجه ننگ است در یکی خفتان
بگاه کینه نه بنید سراب از دریا
کند نبرد اگر مهرگان اگر کالون
کدام جامه که از تیغ او نگشت قبا
کجا نشسته بود او ستاده است پشین
زیانگ کوس چنان اندر اهتزاز آید
یکی و گوش فزاده بدین چگامه نغز
یکی ز شوکت شاه جهان برای سخن
بدیده ایم بسی کارناهای کهن
نه از دیالمه خواندیم نزد ملوک بین
چنین آثار شایسته کز کیای زمین
سپهر غر و معالی جهان فتم و فطن
هزار بیشه هزار است در یکی جوشن
بوقت وقعه ندانند پیرند از آهین
کشد سپاه اگر فرودین اگر بهمن
کدام لاسه که از تیر او نگشت کهن
کجا سواره بود او پیاده است پشین
که بوش پارسایان از سرود او راسن
که کارنامه شاه است و بارنامه من

زانچندتن هم ارچه بود خاطر مملول
 حاشاکه سرکشم ز خط حکم شان برون
 فروابر آستان شهنشۀ ز دست شان
 زین چندتن گذشته کشم خنجر زبان
 با خنجر چنان که کشد شعله بر سپهر
 آخره من بدیده این ملک مردم
 یارب چه روی داده که اینک پنجم شان
 اینان تمام قطره و من بحر قلزم
 اینان ز تیرگی ظلمات و من کنون
 قرن و گره نماز نشان نشان و من
 بودی دو هفت سال بکرم و خاوران
 اکنون و هفتۀ نیست که در دار ملک فارس
 این شهر قوم لوط و من ایدون چو جبرئیل
 بوجمل وارد من جان منند از انک
 بارافت تو پاک ندارم ز کین شان
 شاهین اگر شوند نیارند از هراس
 وز شیر نه شوند نیارند از نهیب
 ایران بشعر من کند امروز افتخار
 آفاقه گردد اشقر منشان بفرق تاج
 معروف بر و بحر جهانم بتقلم و نشر
 کشتی فضلی بحیط سخنوری
 گر فی النمل زمن بتو آرند داور
 آری تویی بجاه سلیمان روزگار

لیکن به آنکه راه مکافات پسرم
 و رجای تاج تیغ گذارند بر سرم
 دست بجای جیب شکایت بر آورم
 و آتش کشد زبانه چو دوزخ ز خنجرم
 پروانه بینی از زره و خود و منفرم
 آخره من بتارک این شهر افشرم
 از خار خوار تر شده از خاک کمترم
 اینان تمام ذره و من مهر خاورم
 چو چشمه حیات به ظلمات اندرم
 نام و نشان بماند تا روز محشرم
 صیت جلال بر شده از چرخ اخضرم
 پنهان ز چشم خلق چو گوگرد احمدم
 زیروز بروی کنم آل را به شهپرم
 مدحت گر پیمبر و آل پیمبرم
 کاینان تمام مار سیمن منول گرم
 کردن نظر به سایه بال کبوترم
 کردن گذر بجانب روباه لاغرم
 در یارس چو گدا بر مستی تو انگرم
 در گردنشان نمی رسد امروز اشقرم
 اینک گواه من سخن روح پرورم
 از عزم بادبانم و از حزم لشکرم
 حالی مرا طلب که نیابند در برم
 اینان چو پیشه اند و من آن تند صررم

زنجیری همه مانند سیل در کسار
 جنده از بر پیکان چو مرغ از مضرب
 همه شریک جنگ و همه دلیر به جنگ
 به پیش بیدک برنده دیده کرده هدف
 وزیر کزاند شریک افغان لشکر شاه
 بیستم شان خم شمشیر ابروی دلدار
 پزند مندی ترکان نمود از پس گرو
 هوای مهر که از گد راه و چو بد تیر
 رسیده از فرع نوپ ایل باره چنانک
 نمودی از پس آن ماه گرد مویک شاه
 بگو تو ای حصار آنگهان جهان شتنگ
 جرم گشته سپاه و سلاح گشته تنباه
 چه گفت گفت چه جویم در ملکات جان
 کنون علاج به این است پس که بگیریم
 چو غیر دولت ما دید در رخ رطبت ما
 دمان شدند دمان توانمند و شمار جهان
 سدر و زمانه و سپه نواز و نه و نیم نشانند
 یکی انیشه مکار همیشه بر خیر
 شد از می آمد و گرفت غوریان و پریر
 می به چشم من آید که با مداد به گاه
 ازین خبر دل افتاد خدایمان لرزید
 بخواست مرکب از جای جنت ثبت کمر
 خبر رسید به دستور جنگ دیده او

زنجیری همه مانند رود در گنجن
 رنده از دم خنجر چو گوی از محجن
 همه معارک جوی و همه یلارک زن
 به پیش ناوک و تارک سینه کرده من
 سطر یال و قوسی بال و گرد و شیر شکن
 بگوش شان عو شمشیر لغز از غن
 چو در شبان بیا به از سپهر عقصه پرن
 میزد و چو آینه شریک و پیر ز غن
 نژدگان هوام از بخور قسرو اسن
 چو چویم چویم چویم چویم چویم چویم
 که صحن نامی به مسعود و چو به پیر
 روال از بهم رود و گشته و توان و توان
 چه گفت گفت چه جویم در ملکات تن
 بدست محنت و تیغ افکنیم بر گد
 ز جرم در تخت با پذیرد خدیو ز من
 رس کشور و ضل گشتان ز خلعت حسن
 چو بر روی دمار از راند کمر
 بحر زبان هری کای همیشه بار محن
 به شاده اند و در جاده جامی اشت پرن
 جوابه پیر کنند از گرد جامه ادکن
 که روز گرامه دست تنق با بیژان
 پی گیر و به پدر و بر کشاد و من
 گره قلندر بر ابروز چشم چو سو من

بسال پنجه و انداز پس هزار و دو لیست
 بخرم چالش افغان خدازری بهرات
 گوسپاه که یک دین شیر خوش پوش
 بساط شان همه هنگام خوابگی میدان
 هزار بختی سر مست و هر کدام به شکل
 نواز هر یک ز نوره بر کشیده ز فیر
 نود عاده گردیده توپ قلعه کشای
 و میده از دم هر توپ و دو دقیر اندود
 درخش آینه پید از پشت پیل چنانک
 دو گوش توسن گردان عکس سرخ درفش
 زکوه و دشت چنان گذشت موکتابه
 همه ز جلدی و دینی بدشت چو آهو
 رسیده تا بدر حصن غوریان که بخاک
 دروب او همه چو پنجه قضا مبرم
 بزرگ بار خدا گفتی بروی زمین
 نه بس شگفت که همچو ستاره در تدویر
 هزار پهلوی پولاد خای پتباره
 درشت میل و حضرت فوی و کثر شرکری
 ز دخت سیرت و ز خیر خای و انجار
 که پس برادر دستور مرزبان بهرات
 بکو توالی آن در درون آن دوکان
 سران شاه نهران شاه پره زوند
 حصار یان پانگینه خوی کوه جگر

چو کرد آهو خاور برج شیر وطن
 سپه کشید و بر انگشت عزم را توسن
 گوسپاه که یک پهنه پیل بیک زن
 قنطاشان همه هنگام کودکی جوشن
 چو زور قی از و چار لشکر است آون
 چو از دری که کشاید ز بقیس و بن
 چنانکه برکتف بار مدی از آهن
 چنانکه باد سپاه از گلوی اهرین
 ز اوج گنبد خاکتری عروس ختن
 چونوک نیزه پیرن ز خون نستین
 که از کربوه کسار سیل بنیان کون
 همه ز تندی و تیزی بکوه چون پازن
 نیا فریده چو قلعه قادر دوا لمن
 بر رخ او همه چو باره بقا مستقر
 بیا فریده کی آسمان ز رحیم آهون
 هزار گنبد دوار گنجشش به سخن
 گزیده بهر حراست و رات حصار کن
 سطر ساعد و باریک ساق و زفت بدن
 و قح صورت و موین لبان و بین تن
 شتر از در گیش دو دست تا آرن
 چنان عزیز که عزمی درون خیل شمن
 چو لشکر اجل آن یاره را به پیرامن
 ز بهر زم فرو چیده عزم را داسن

بسهم و نایح و مصصام و خشت و دهره و ش
 به نیش و ناخن و چنگال و چوب سنگ و سفال
 زهر گزیده و زهر پیشه و زهر بهر پیشه
 زهر برج و باره و ایوان و خاکه و زهر فضیل
 هم از میان گزین کردش هزار دلیه
 سوار گشت و سپه اندوشت داد بدژ
 ز نوک تاوک بهرام صولتان ملک
 بسی نرفت که از ترکمان لشکر شاه
 ز موی حیره هر یک چو رود آموید
 بسا سوار کرد آن رزمگه بگاه گزید
 بسا پیاده که در جوئی جبر نجفت و هنوز
 ز لب گروید ز نورهای سحر خور
 هنوز لشکر آن مرز را بشورد دل
 از آن پس که زمین را فرو نشست خنجر
 ملک پیاده شد و قبه سه اوقاف او
 گسیل کرد و به میمند و اند خود سپاه
 ز صد هزار هزاره یکی نامه بجای
 بسی نشد که ز منتان رسید شیر سفید
 هوا چو دیده شایس سپاه گشت و شنید
 ز کار شاه به افتخار خدار سید خبر
 گوازه راند به ستور خویش و از دل ریش
 نجفمت زنی جنگ ساز زنگ گری
 ز خشم او دل و هنوز بر میدار مجای

به تیر و نیزه و سرایش سیف و سام و زن
 برند واره و سوزان و گرز و پتک و سمن
 زهر سرای و زهر خانه و زهر بر زن
 ز پشت و پیش برو شیب و الیسر و امین
 هزار بر زهره و پولاد پوش و تیغ آژن
 بهر بست راه شد آمد بران سپاه کشتن
 زمین محرکه شد کان سرخ بهرامن
 ز فوج افغان باوج پرش شد شیون
 ز نیزه و چکمه هر یک بشکل پالان
 ز بیم جان و غم تن بتاخت نابه ختن
 بروی نمود ز سخندان چاک پیرامن
 ز لب گلوله و چنارهای تنین و دن
 هنوز مردم آن یوم را بخوفد تن
 ز آب دیده آن یادوان دود افکن
 بهشتین فلک آمدترین نجم پیرن
 سویی هزاره گره از برای دفع فتن
 که می نگشت گرفتار قید و بند و شکن
 فرو چکید بهر از ابر قیسر آگن
 سپید بهر حاصل بکوه و دشت و من
 ز کبید و برخش از غم چکید اشک حزن
 فغان کشته بر و نیره گشت کای کون
 نگفتت ز پی رزم تار عزم متن
 چنانکه دود به نیروی آتش از گلشن

ز جای جفت بشد سوی مرزبان هری
 اگر ز جنگ گریزی ز تنگ می نگریز
 چنان علاج گریزی که نیست راه گریز
 گرفتیم آنکه توانی ز جنگ شیر گریخت
 ز چار سوی تو بر بسته اند راه گریز
 بدین حصار که ما راست مرگه نه برد
 یکی بمان که به بنیم کار کرد سپهر
 حصار را ز پس پشت خود و قایه کنیم
 بویه گفت بدو کایت را می مستغرب
 بزرق می توانی بست بادور چنبر
 مگر حصار نه بنیان اوز آب و گلست
 چو مایگان بگره چید از غضب دستور
 که گر گریز توانی ز جنگ شه بگریز
 میان آن دو تن اندر ستیزه بود هنوز
 طراق مقرر بگذشت از دو صد فرنگ
 در حصار برخ بست مرزبان هری
 ز در و لعل و زر و سیم و جوزق و جاووس
 ز برد و خنجر و پندین قائم و سیف و
 رمی بداد و بصاع و رمی بداد به باغ
 موالیان ملک را هر آنچه بد به هرات
 ندا کنند ز هر گوشه تا مدافع را
 چند بو قعه اگر احوال است اگر احوار
 ز بیل و بیلک و شمشیر و خنجر و خنجر

که بان جان و میندالچین را به لجن
 روی چگون بدین مسکنت ازین مسکن
 نه کلاغ و کبوتر که بر پری زد کن
 گر بختی نتوانی ز شاه شیر اوژن
 تو اهل خانه مندرین نهاده بر کردن
 نه در ز جامه که در وی فرو زود در زن
 بود که تنفق آید ستاره ریم
 ز پیش باب برانیم باره بر دشمن
 بناله گفت بدو کایت گفت مستحق
 بکیدی می توانی سود آب در هاون
 چنان درنگ کن پیش سیل بنیان کن
 چو پشت تیغ بکاژ ابروان فلند شکن
 و گرنه رنج بیند و گنج پراکن
 که بانگ بوق بیهوش بر شد از بران
 غبار مهر که بر رفت تاد و صد جو جن
 کشاد فضل و برون ریخت گوهر از خنجر
 ز نقه عیس و جو و کاه و گندم و اندان
 ز طوق و یاره و خنجر و عقد و او رنجن
 رمی بداد به کیل و رمی بداد به من
 گرفت و برد بزدان و بر نهاد رسن
 برون شوند ز شهر هری چه مرد و چه زن
 دید ز کینه اگر الکن است اگر از کن
 بر رخ و ناوک و گویال و گرده و کرن

چو مرزبان هری را بهانه شد سپری
 ز جنگ مدتی آسوده کامران بوده
 بهار آمده وی رفته خاطر آسوده
 بجای ابر کهسار پشته پشته گیاه
 فضای باغ معنیز از انجوان و عرار
 دمن چو روضه خضر از برگ سینبر
 شکست ساغر پیمان و از خمار غرور
 بیاره بر دسر اندر دوباره همچو کشف
 ملک ز خشم تو فید و لب گزید و گزید
 بهش ز خشم و خشم آل گشته چوں لاله
 مثال داد که از هر کرانه پره زبند
 چهار برج زندان چهار سوی حصار
 درون هر یک گردان کین کنند و زنند
 مگر که باره شود رخنه رخنه چوں غراب
 در افکند به دژ تیر چرخ و شکنجیر
 شگرف کنده آن باره را بیدار آیند
 بر زبان هری تنگ شد جهان فراخ
 سفیر آمد و سوگند خورد و لایه نمود
 که مرزبان هری یابدار ز شاه امان
 نه از سفیر پذیرفت آنچه گفت و نهفت
 سفیر رفت و نگردد آنچه گفت یکدو سه رون
 ره جدال نمود و در لوال کشت و
 برو ز چارم برگشت و دید بان ملک

سفیر آمد و بگذشت دور حلیت و فن
 کشیده ظل امان و چشیده طعم پس
 ز درد برد و عذاب حمل و سخن سخن
 بجای برف بگلزار توده توده سمن
 هوای راغ معطر ز ضمیران و ترن
 چین چو بقیه بیض از شاخ نسرون
 دلش بسینه بخوشتد همچو باده بدن
 بچاره تیر فلکدن گرفت چوں بهین
 سنا گنار سپاهی قرینه باقارن
 هوش ز قهر دوح سرخ گشته چوں روین
 بشهرند هری از چهار جانب و جن
 هزار بار زنه باره سپهر اتفاق
 شراره بردم آن بارهای مهره فلک
 مگر که قلعه شود تفتنه تفتنه چوں اثر کن
 بر آورند عدد و را دمار از میهن
 بلای و نوش و نی و مال و خا و خاکشستن
 چو کام اثر در بهمن ربای بر بهمن
 چنانکه شعل شمع است و رسم بابیزان
 سپس بر پایتخت شه آرام از ماسن
 برو گماشت یقینی همه فراست و فن
 بماند در هر بهیز و دشمنان پیرب سخن
 گهر به طشت بخت شود و سیم و زر به لگن
 به شته چو گئی آورد کار شد روشن

بد و سرود که ای تند خشم کند زبان
 مرا بیاویکی چاره آمده است شگرف
 شنیده ام که سفیری ز انگلیس خدای
 شگرف دالش و بسیار دانی اندک حرف
 کنون بسوی شیرازی شفاعت خویش
 و سجده بگما و در سجده بنگار
 پیام رساند ملک زنده وقت ملک هر می
 نه قند چار بماند بجای نه کابل
 ز قند بجای بماند دل شود ز نیر و نیر
 نه ملک پلونه بماند بجای نه سمیلان
 همه بنادر بندرستان کند و بیان
 هزار جان کند اندر شکار پور شکار
 تو گر نیایی و مار از بند زبانی
 و برین کرانه بشاه جهان پیام فرست
 که حضور او در بار اجزای خیر فرست
 نگردد به دولت مادر گذرد ز دولت ما
 کرم حیات و هی انیکسان بهرات بگير
 بشیر طائر که سفیری ز انگلیس خدای
 زما به رفته بان چرب و شکر
 و نسیم موئی اقتال اشک آه و اسف
 بر دانه بان ملک از انگشت خاطر گرم
 بری برید فرستد از دور رسید سفیر
 زبان موافق گوئی و روانی مخالفت جوی

عبت بخیره میاشوب بر کوب و قن
 که تازه گردد از وجان جادوی جودن
 دو سال رفت که سوئی آمار زندان
 دراز نکرت و کوته میان و چرب سخن
 بعجز و لاله و تیار و آه و محنت ورن
 فروغ صدق بجوی در دروغ مزین
 عثمان خورشید نگردد مگر بملک و کن
 نه با میان نه لاهور نه غزنه نه پیرون
 زویر جات کیوان رود غلو و غزن
 نه سونمات و نه کجرات نه سرنگ پتن
 چه میخی چه بنارس چه چهل چیدن
 ز خون روان کند اندر پیاور چون
 ز کاخ و کوخ هری برهواز و دموزن
 بعجز و لاله و لوشابه و فریب و شکن
 کت از خدای بینی رساد پا داشتن
 مراد رحمت از اربان به رحمت و من
 در شمع رحمت بشان بیخ قمر کین
 شود به نزد و نام از هر دم با پیران
 دهر و دهر به قدیس بخت جان و عن
 ز بسکه ناز و فریاد و دیو و بند و شکن
 از راز کرده بر تنگنای بند و شکن
 دو گونه حال مقال دور و دور و سخن
 بیا نشو به خاطر گمانش سائر خلق

در حضور دیو طبعان ز پی رو پوش چشم
 چوں سکندر بستن نذر دل خیال روم و روس
 گاه در عین صال از داغ بجران سوختن
 مار زلف شالیدان اراندن از فروس دل
 قاصد غمناست این آبی که خیزد از درون
 چوں جال خواجه که صبح ازل روشنتر است
 زیور خلدند آل مصطفی وز مهرشان
 بی سفینه لوح گر عالم پراز جودی شود
 خواجه بخت از اشارت شفا نه بو علی
 چشم مست پیر چوں بی باده مسیتها کند
 صاحب دیوان تواند در میان بار عام
 پیش احمد خاش گو یا ست لیکن بایدت
 گوش همچون خواججه بیدی هر چه را آری بدست
 خود بگو جز تلخکامی چیست حاصل سحر را
 ابر با این تیره رخساری که پوشد روی روز
 خواجه شتو اول که یابی معنی و ارستگی
 یک سوال است از سر انصاف میسر هم ز تو
 بایدت بردل نیست سایه دیوار حرص
 خواجه برگان می سندر میان تو بر دل می نهی
 تونداری چشم حق بین کم گن این چون و چرا
 از تنب حسرت قتادی درین گفتار زشت
 جان سست تر نباید بار سختیهای عشق
 زشت باشد بالباس کاغذین رفتن در آب

سر که کردن روی در دل شکرستان داشت
 روی گریاس سراق زی خراسان داشت
 که نشاء وصل اندر عین بجران داشت
 زشت باشد خلد را دلمیز شیطان داشت
 عیشمارد و نهانی آه پنهان داشت
 یک جهان خورشید باید در گریبان داشت
 دیده باید جنبت دل باغ رضوان داشت
 چشم آزادی خطا باشد ز طوفان داشت
 اقامه باید در گلاز خوان لقمان داشت
 چشم را باید در و در دیده حیران داشت
 راز ها با خواجه بی تذکار و بتیان داشت
 علم حیدر صدق بود ز زهد سلمان داشت
 تا بهما باری بخویش و غیر آسان داشت
 زین گهر پروردن زمین درو مرغان داشت
 مردم چشمست نهقان را ز باران داشت
 پس بدانی حکمت ملک فراوان داشت
 و هر را آباد خوشتر یا که ویران داشت
 ورنه باکی نیست پر گل کلخ و الوان داشت
 فرق دارد جان این داشتن زان داشت
 خواجه الفقی نباشد زان و چون داشت
 داروی تنبش تا کی تنگ نه زبان داشت
 پیک پولاد است نتوان شیشه سندان داشت
 رخت خود فرسودن آنکه چشم تاوان داشت

بنور خویش بود آفتاب عالم گیر
 عیان شود خطر آدمی ز رنج خطیر
 ستایش تو بملک هری بدای ماند
 ز فتح مکه نگوید کسی شنای رسول
 یاب و تاب گمراهی نهند سپاس
 ثنا کنند در خشنده شمع را بفروغ
 تو عزم خویش همی خواستی نمود عیان
 هری گرفت نمی خواستم ز بهر خراج
 چه هست عزم جهانگیر گو مباش هری
 بحیله که عذر کردنی مباش دژم
 حدیث صلح صدیقیه را ببو سفیان
 بهماں حکایت صفین بخوان و حلیه عمرو
 نه برتری ز پیغمبر باش و لا تیا س
 بدین قصیده عزایکی به بین ملکا
 شش بود بهماں تا حدیث و عذر باب
 بزور خویش بود شیر غاب صید افکن
 که تا نسوزد بوبرنجیز داز چندان
 که ناکسی بستاید اولیس را بقرن
 شنای او همه از هن سیرتست و سنن
 نرین قبل که بجان دراست یا بعدن
 نزدیکه هست مرا و از زور و سیم لکن
 بخبروان جهانگیر و بهتران ز من
 که صد خراج هری باشدت کبیر داشتن
 نه آخرش همه فرزند کردی و فرکن
 که کار خنجر برنده ناید از سوسن
 یکی بخوان و پروا ز دل ز رنج و محن
 که کرد آهمنه غنچ و دلال و عشوه و شن
 نه بهتری ز محمد جان و لا تخزن
 که با قبول تو گیتی یززدش به شن
 سمر بود بزبان تا واداد نل و دمن

دوام ملک خداوند تا هزاران اند

بقای نجات شهنشاه تا هزاران دن

در محبت جناب حاجی میرزا آقاسی طاب ثراه گوید

عید دانی چیست لب چو عید خندان داشتن
 جان هم از جانان بود کت داده تا قربان کنی
 لب کمالی نیست قربانی نمودن بهر عید
 عشق دانی چیست لب پر خنده کردن نزد خلق
 خد خندان جان نثار راه جانان داشتن
 به قربان هم نباید منت از جان داشتن
 عید را باید پیای دوست آیدان داشتن
 بخبر از آه و افغان آه و افغان داشتن

هم میگفت ارقدر خواهد شود شبهش پدید
در تنور چرخ سخت از قرص خورنانی قضا
عقل گفتا هر دو گیتی را نشاید ای فقیر
راز گوید با خدا درازد پام بار عام
تا گویی هم خدا را خواهد و هم شاه را
عسق را بیند اندر آینه رخسار شاه
مصطفی فرمود شاه دادگر سایه خداست
ای خداوند بیکه جز شش تو نازد هیچکس
نگرس از روی و بیماری همه گیر و برست
دست بود را به نتایم که دافتم گریه است
رایت فرماندهی بر قبه افلاک زان
خیمای مشک نمیداری از اهل لایق
چرخ ششم مادی مانا ز مداحان
بے زبان راز و کینتی گو که تمام سر به آینه
نود و دانی کار خانی بجز به راز و کینه

عقل گفتا شرط تقدیر است امکان داشتن
گفت باید خواجہ را مہاں بریں خواں داشتن
بر یکی از زن چو مرغ خانه مہاں داشتن
شبلی اینساں بی نشاید عشق نیردال داشتن
شکرک باشد عشق حق با عشق سلطان داشتن
عکس عکس را خود از ہم فرق نتوان داشتن
اینکلیں بر ہاں گرتن بایست بر ہاں داشتن
در بدستی جا بنہ افلاک جولان داشتن
کز دو چشم افکندیش زین می قمار داشتن
در یکی گز آستین و مدح بحر عمال داشتن
غار نماید مہتر ازین ملک ابراں داشتن
بہیں خطہ جہرزد و لاریں قدر احسان داشتن
نہست چہا اینہمہ گوہر پدا ماں داشتن
نہی راز جامہ لفظ غریباں داشتن
ای خیمہ خانی امراض است حمال داشتن

خودنو : با دوستان چوپان و غلام گویم ترا
از این بابی که از دست و دل ایشی الی ایشی

روح حسن بن علی

رود آهول گشت چو نوازش ای من
 اردی عشقم نوازش بدو یل عیب کا مذر نوازش
 دیده کن اشک بریز و سینه من شعله جبه
 بر خیز ز خنده ام از دل شگفتی زانده هست

رنگ سجول شد زمین از چشم خوں پالای من
 لاله سیر و دیدام از رنگس شهلا می من
 در میان آب آتش لاجرم ما و ای من
 ز محضال رفت از حوادث سیگول سیاهی من

کوش تا چون خواجه مژ تاپای گرویی معرفت
 ابر رحمت چون بار دهر جذب فیض او
 بایست چون خواجه اول علمها را سر بسهر
 و نه بس آساں ترک کاریست بی کسب علوم
 یا چون موز و ناں ناقص بهر چند بس آفرین
 در دیست این عتاکز موش طبعی هر زمان
 گهر را گز زند و استالوح دل باشد سیاه
 نفس دانش شور با کن نقش دانش را که مرد
 در دویستی هر چه بینی یک حقیقت پیش نیست
 کفک قدر نقش هر چیزی بهر چیزی نگاشت
 می بچیناند چو کودک جمله را در مهر طبع
 خاک اینها ازاں جنبش دید صد چاشنی
 از خم جام فلاطونی شراب هوش و دانش
 پاک باید دل تن را آوده باشد پاک نیست
 صورت قبر بیا و آور که دانی میتوان
 گفت عیسی را یکی ننگین چرا داری بدن
 قبض و بطی کن خیالت می بزیاید روز و شب
 با خیال دوست نگر روی زشت اهر من
 شکوه کم کن ز جهان تا زویر آسانی که مام
 خوشترین کاریست مح خواجه باید خویش را
 غوث ملت حاجی آقاسی که خواهد عفو او
 ماه را چون تار کتان هر سر مره عدل او
 خامه اش یک شبر بی کمتر بود وین مجرب است

وز بهار فیض در دل صد گلستان داشتن
 روح باید نشسته چون ریگ بیاباں داشتن
 گرد کردن زان پس بر طاق نیساں داشتن
 آه چون عارف کشیدن ذکر عرفاں داشتن
 نقد حال و دیگران را زیب دیواں داشتن
 دانهای عیبر و زویدین و رانباں داشتن
 سودمند غالباً میک ز قرآن داشتن
 شمش آید در غل بصبت چو صبیان داشتن
 کت نماید مختلف زین نقش الوان داشتن
 و نه چو بی را نشاید شکل نقباں داشتن
 تا بدان جنبش را باید زلفهاں داشتن
 تا تواند حاصل از وی قوت حیواں داشتن
 کار و دنان است حکمتهای یوناں داشتن
 زانکه در ظلمات باید آب حیواں داشتن
 در سواد کفر پنهان نور ایماں داشتن
 گفت باید روح پاک از کفر خذالاں داشتن
 چند باید نام شاں فرووش نیراں داشتن
 تا بدانی میتوان در دیو علماں داشتن
 طفل را از شیر گیر و وقت دندان داشتن
 چو صد دایم بدش گوهر افشاں داشتن
 خلق را هر ساعتی یک هر عصیاں داشتن
 تن بکا بد تا بداند رسم کتاں داشتن
 شبر کی فی را بیک عالم نگهبان داشتن

بدرگفتا خویش را بارای شه کردم قرین
 نیزگفتا خویش را خاتم و پیر شهریار
 زمره گفتا مطرب خسرو ستودم خویش را
 مهرگفتا خویش را خواندم بهال رای شاه
 ترک کرد دل گفت خواندم خویش را در خیم شاه
 ششتری گشتا بیلید ستم روز تو بیز را
 گفت کردان خویش را خواندم بهادر بایان
 هر یکی از آلات رزم و بزم شته گفته اند و ش
 تیغ شته گفته اند یکی بجز مرجع ها و ...
 رجم شته گفته اند از انشی بیاور ...
 کوس شته گفته اند آن بجهت شته ...
 خنجر شته گفت من مستقیم ز آمدن شست
 نیز شته گفته اند ابر نیانی تیر ...
 گرز شته گفته اند آن کون و ما ...
 خوشه گفته اند من پریند ...
 درخت شته گفته اند ...
 فنگ شته گفته اند شید بر ...
 رایت شته گفته اند آن آیت ...
 بزم شته گفته اند ختم فردوس و ساغر سلیمیل
 دست شته گفته اند متهم آن ابر نیانی که هست
 جام دارا گفت ما نا کوثرم زانرو که هست
 رای شته گفته اند متولی و خضم سامری
 ملک شته گفته اند اسکندر صا حبقرا

هر من ناقص بکفر ز انشود اجزای
 خنجر زانرو بهادارش شود اجزای
 زان سبب رجعت منور شد باواضرای
 منکشف گزانش شود چیر همان آرای
 درخومت مشهور ز انشد کوکب رخسای
 زان ندارد هیچ وانا گوش بر انشای
 بخش آبیر گشت زانرو و صفت جانفشسای
 طرفه نظمی لغز تر زمین گفته خدای
 عظم اعدا طعمه و دست طلب در بایان
 از دوا پیای زینت بخش جانفشسای
 کاسمال در گوش دارد بهمه از آوی من
 قول ختم شاه علاج درد استسقای
 آفتیال من شرف منقار شرنک آلاهی
 بر برالیز به پاد شته باوای من
 آفتیال من بود و اندر شرف من
 حلقه اندر دانه پادشاهان دنیا ای من
 لردی جوان من و ...
 طره رخسار نصرت چه نیم یارای من
 ساقیان غلام توری طلقا عورای من
 بحر اخضر نئی از منت و الای من
 بزم عشرت نیز خسرو جنت الما وای من
 تاجه گوید سحر او با متعجز بیضای من
 نقش من ظلمات و آب زندگی عنای من

برندام گاهی از سستی عجب ترکز الم
هر شتره خاریست در چشم عجب کایں خاها
مخبرم مانا بپاداشن از اں افر وخته است
من هال دانای سطا لیس فکرم کامه است
تا چه شد یارب که زد مهر خوشی بر دهن
من هال بقراطقان باں صافی گوهرم
من هال پیغمبر ارباب نظم کز عذر
تا چه یارب حواین اعدا گشته اند
تیره تر گشته است بزم دین عجب کز سوز دل
لؤلؤ لالاست نظم آوا کز کین چرخ
بهر جامی منت از سافی چرا باید کشید
طالع شوم بصدی ترش کرده است دی
این شل تشیده خود کرده را تدبیر نیست
آبرویم رنجت دل از لبس بهر سویم کشید
دهر بر من وز خست از گفت حرمان شاه
شاه شیر او زن جن شه آنکه گوید نه سپهر
آنکه فرماید من آنکو فرستد زیر خاک
من هال هوشنگ طهورت نزاوم کامداست
رویدار وشت و غایم لاله احرر هنوز
خاک کافر دزد بود تا گاوماهی سرخ رنگ
تا چه اعجاز است این یارب که نامنجان خضم
بر که بنید حشر را دانکه جز باز سچ نیست
آسمان گفتا بر آمد زهره ام از نیم شاه

کهر با نگست سقلابی صفت اعضای من
سالمند از موج اشک چشم طوفان ای من
دورخی از دل شراره آبی پروای من
در تن معنی رواں از منطق گویای من
طوطی شیرین زبان طبع شکر خای من
تا چه ابرهاں رود اکنون بسو قشای من
پشت پامیزد چرخ سفلہ استغیای من
چیره یقین سلیم عیسوی آسای من
روز و شب چون سمع میوز در ستر پای من
کم بهاتر از خرف شد لؤلؤ لالای من
چشم من جامت اشک لعل گول صبا ی من
تا مگر از جهان شیرین بشکند صفای من
تا چه ابر من رسد زین کرده بیجای من
ای دریغا بردزد خانگی کالای من
وای گر بر من بد نیال بگذرد عقیای من
خفته در ظل ظلیل رایت اعلامی من
آفرین بر آفرین چنگیز بر پیاسای من
غرقد در خون اسیر من از خنجر برای من
از شقایق رنگ خون بدش اعدای من
تا اندازد شتر خون خشم بی پروای من
شکل جوزا کرد از تیغ لال آسای من
شورش بازار او با شورش بیجای من
نیت بی تقدیرم علت گونه خضرای من

ماند چون دو چشم من خیره ز فرط روشنی
چون سوی او پس از وله نیکو بنگرستم
چشمش یک تار من چهرش یک بهار گل
قدش یک چمن نهال اما بر سرش ارم
نازک چون خیال من نقش میانش در کمر
آیند حسن و دلبری از خم طره اش عیاں
بسکه میباید جان شکر چشمش در گنگاه
هر چه شمع و بیج و خم بود بزلاف او نهال
چشمم بر جمال او روشن گشت و گفتش
گفتش ای بد بخت رخ اهلاد صحرایا
وایدون خیره مانده ام تا چه دم جواب اگر

آنکه بر آستان او بوسه همی دهد نهال
آنکه بنجاک راه او سجده همی برد نکلیں

در مدح شجاع السلطنه مغفور حسن علی میرزا گوید

عید است و ساقی در قح صهباز مینار ریخته
کرده پی اکبر جان در طلق زرنیخ روان
آب از سراب انگیزخته آتش ز آب انگیزخته
می نو جوان در شر به زان موج غم تپه
پایه کاس من معین عذرا عذاراں حور عین
مجلس خوبی چون ارم زین پیاله جام جم
دف بر شبیه دایره جیبش صد چینه
خدا گران بر لبه صف چنگ چنگ نامی دف

در گوهر الماس گویا مصفا ریخته
در ساع نسیم سال گوگرد حصرا ریخته
زانش جلال انگیزخته در جرعه دریا ریخته
اندر لال یک شبه عقد ثریا ریخته
در بزم چون خلد برین طرح دلا را ریخته
ز بخیر با بر پایی غم از موج صهبای ریخته
با هم بطرح مشوره طرح مواسا ریخته
طرح نشاط از هر طرف در بزم دارا ریخته

خسرو اگر چند روزی گشتم از درگاه دور
گر نادانی ز من دانی گناهی سر زده است
همری با ناظر منظور بد منظور از آنک
در گناهی در تحقیقت نیست تشتر یقیم درست
در بیانی و اورا چندانکه گوید روزگار
بهر آمد بدنت دوران تن فرسای من

فی المدیحه

دوش که شاه اختران دالی چرخ چارمین
من ز پس نماز فرض اندر خانه خدا
کردم زنی سرای تو دخیل و زدم قدم برین
چشم بیای و پاپره نرم گرای و کند رو
گاه هوای فال و فرقه بخیال سیم و زر
نفس بکمر و شال تن بهوای آب و نان
زمره هر دم بلب از پی جام پیر زنی
کایا آن فرشته خود چه مکانش گفتگو
حالی از دو چهر او و او دو کند خم بجم
پس دگر چه بگزید بستر خواب گستر و
آنکه از غضب مرا هر سر مو شود به تن
غیرت عصمتم بدان دارد تا کشم بخون
باری بس خیالها بگذشت اندر دم بدل
طیره هنوز من در آن اول شب که ناگهم
در شب تیره ای عجب بنمود آفتاب رو

کرد ز اوج آسمان بیل بهر گز زمین
بر آنجی که وارداست از در شرع و راه دین
گشته چنان بکوه و در که به بسیار و گه بین
دل بخیال و گه بکه تفتت و در هم و غمین
گاه اندیشه خلر گاهی فکرت و فین
دل یوصال و لستان لب بخیال را تلکین
و سوسه بچدم بدل از غم یار بازین
ایدر با که هم نفس ایدو با که هم نشین
چند شاخ نیمه ال بویید برگ یا سیمین
تا افراشت خواب که تن در آن بلای دین
با چو سندان گسستم راست بر پیر لپ سین
لاشه خود زیر غم پیکر او به تیغ کین
تا بگذشت ساعتی ز اول شب بهان بین
گشت زخم کوچی طالع صبح دو یمین
گر چه بر آفتاب فی کثر دم هیچکده قرین

از سده ات تازان میس بر سدره عشق بسین
 تیغت بخون آبستنی وز خون کنارش گشتی
 کلکت کشیده است از قم بر نقش انگلیس قلم
 زان مندی دریا نشین تیر فلک و زلت گزین
 ماری بود خوش خال و خط بر روی زهر رنگی نقط
 مشک آوزند از ملک چین و رفته در عرب زمین
 که رفته در هند نشان آلوده از عنبر دیاں
 روزی که از گرد سپه جلباب بند و نهرومه
 هامون شود آتون خول محرا شود سجون
 اندر زین ست فلک بر آتش افشانند شک
 پولاد سنجان دروغا بر باره پولاد حسا
 سنگام رزم از نه که ال گردوز شیخ خونتشان
 هر صادم مندی نسب پوشد تین چینی سلب
 چو توبرول آئی ز صف کت بر آب خنجر بخت
 از خول خضم بوالهوس جاری کند رودارس
 هر کس بی اخذ بقا کالا قشاند دروغا
 ای جنگ کرد و در مرکت نصرت زان در توت
 مانا برگ ناگهان تیغت بود جان در میان
 با منت ای دادگر دریای اعظم در نظر
 پیرافرویدین بر ری کردی چو حسن عبیدی
 هم یار در آتشکده آراستی جشن سده
 در شش طراز اسال هم دادی طراز جشن جم
 ساغر می اندوخته کند رکنیدر سوخته

بر فرات جان آفرین فر مو فا ریخته
 صد رود خول از هر تنی روز محیا ریخته
 در قالب موتی از دم روح معالی ریخته
 سر پرده اندر آستین گوهر ز شبنم ریخته
 در کام شمعان بی غلط زهر آشکارا ریخته
 شک مغال آورده بین در چین طعنا ریخته
 طوطی صفت در کام جان شکر ز آوا ریخته
 گردوز هر سو خاک ره در چشم بینا ریخته
 وز هر جنت بخون بر خاک و خارا ریخته
 سیاه در گوش ملک بینی زهرا ریخته
 هر یک مندی از دها خول پل بالا ریخته
 خول از تن قربانیاں چو عبید زنجی ریخته
 ناری شود ذات لیب بر گشت جانها ریخته
 بر جهر چو بامت کلف از گرد عنبر ریخته
 تیغت که اندر یک نفس صد خون به تنها ریخته
 از ابلیس خضم و غا جان جاسی کالا ریخته
 بر طور جانها کوکت نور خجالی ریخته
 کز کیش بگرفته جان خویش متعاجا ریخته
 آبی ست اندر رگداز مشک سبها ریخته
 ز می ملک خود را ندی زری طرح تماشا ریخته
 از قمر نار موصده بر جان اعدا ریخته
 در کام جانها از کرم نقل مینا ریخته
 در مجمره افروخته عود منظر ریخته

دارای اسکندر حشم بهوشنگ طهورث خدم
کز ابرکف گاه کرم لولوی لالارنجته

مطلع ثانی

صبح است و بر طرف خونت عمارنجته
شنگرف بر قرطاس بین بجاده به الماس بین
نیج صحر پرتاب شد نجم از فلک پرتاب شد
افراخت فردوس علم شد لشکری منبرم
یا خون شب ناگهان کز وی سواد شد عیان
یانی شجاع اسلحه چون شیر دشت از جزم
آنکوز تیغ جانسان و آنکوز قدر میگراں
رخش چو ماری جانگزا آتش نشان چو آرد با
تیشش سمندر طبعی طوسی پندی فطری
آتش دل پولاد رنگ و آنکه بهیات چو لک
اقبال دولت شایسته تا بید نصرت عاشقش
همه نور اکب نیست این چو گوهر از هر سو عیان
ناله ای نالی بارور خودش شکوفه لطف بر
همه پایش از دانه شوری بر فرق مهر و شتری
رحمت قبل و دشمنان باز سر ایوده سنان
دفعه دریا شد من رن بر خلیت خود معترف
میشد بال آساست از لطف چو بیضا ستی
در عیش انعام مقام افتاد بر خاک عدم
ای حرز جانها نام تو دور طرب ایام تو

یا اطلس چینی فلک بر فرش دیوارنجته
گرد و مرواس پس با قوت حصارنجته
زال ز به شباب شد روز زهره صحرانجته
صبح از شفق آتش رزم بر دفع سرمارنجته
از لشکر آسمان بر دفع سودارنجته
خون دلیران یک تنه در دشت هیجارنجته
هم خون سلطان سلطان هم آب لغزارنجته
بر یک پیغم و غار زان ز هر افی رنجته
رومی ز کانی پیتی آتش ز اعضا رنجته
وز فرق پیاپی یک یک خون پل بالارنجته
پوشه اندک و آتش بر روی عذر رنجته
پوشه در شانش قدر باغ دیوارنجته
هم آب ابرازی از طبع والا رنجته
لیکن کلام دوستان زان زهر حلوارنجته
تا شده لالی ز ابرکف شتر قوا و عزبا رنجته
بر حش تن اعداستی زان شکل جوزا رنجته
چونانکه از طاق حرم شدلات عزی رنجته
دست فلک جام تو شهید مصفی رنجته

بود اگر بطوس دراز در اهر من شکر
 شاه بطوس اندرون و درید ریخت خون
 رستم بی ز خستگی تافت ز روی تن عیان
 گفت که نیست کار گر تیر و سنانش بر بدن
 هان کجاست روی تن تا زنی بک پاوشه
 ای شه آسمان چشم کار کشای ملک جم
 چرخ پیش موکت غاشیه برکت کشد
 خشم تو مار جانگر نیز تو آتشین قبا
 تان چو مرکز آسمان پایگاه خود نه
 فی قلم که آسمان پیش تو است نقطه سمان
 پادشاهی ترا سر و سره بقیر از رخ نه
 دست که بریده اند کرم خیزد بر دست
 مهره بخت و دل که تان در دانا داد کش
 رخت بخت و نیز از آنجا که بخت داد و
 مهره شرم رانی تو از عرق جبین تو
 خشم تو که در زین زان که از انالیه تو
 پادشاه بیدید تو چو لاله زار تو دم زار
 لیکه بیانش از آسمان زشتی زنی محمد
 جنس مهر کجا برو پیش تو که غیاور و
 تا که نجات هر تنی هست ز دین احمدی
 باد مخالف ترا غی و ضلال بود سب
 چهره دوستان تو گونه دشمنان تو
 این ز فرخ مستفوی وان زالم مزعمری

تا بحسام سام بی زود نمودش اسپری
 هر که ز طالع زبون کرد ز کینه اثروری
 بر لب رود بهر مند با همه دلاوری
 زانکه نموده بر تنش زار و دشت ساری
 کابیش زره شود با همه روی پیکری
 داور کشتور عجم دارت تاج نوذری
 ماه نوت شود عیان چرخ کند نگاوری
 شهن تو پوششنگ ساجین چرا نگه تری
 زاول شکل خوشن خاست پهن کرسی
 وز پی صو بان تو کرد و چو گو بدوری
 کرکبه ملک شمری شمشیت و سیاه سجری
 طبع همیت از هم رنگه بحاب آذری
 نایر میاید سخن داد و قنای بشمردی
 لباس از دل به دروازه تو سیف تری
 خرقه به یک چادرین اگر کنند شعاوری
 چرخ از آنکه اندازد حرکات سامری
 نیست عجب گرا ز بخش خضر کند بر آوری
 چو لاله شود از سر حجت هم زو انش تری
 دانی گاندین بلندنگ شد است شاعری
 تا که صفای هر دلی هست ز مهر جیدی
 باد موافق ترا جا و مقام بودری

مانی بخت بختین سال دیگر طرح دین
ای شاه قاتنی منم خاقانی ثانی منم
اکنون منم در شاعری قائم مقام عصری
تا هست ازین اشعار تر در صفحه گیتی اثر
فرخنده باو فال تو پاینده ماه و سال تو
از نصرت جان آفرین اندر بخارا ریخته
نی آب خاقانی منم زین نظم عزرا ریخته
از نقش الفاظ دوی پیرنگ معنی ریخته
هر دم از و گنج و گهر در سمع دانا ریخته
نور دلی بر حال تو ز آسماء حسنی ریخته

کاخ ریاست منزلت بزم کباست محفلت
نفی کرامت بر دولت ایزد تعالی ریخته

در ستایش شیخ السلطنه حسن علی میرزا فرهاد

دوش درآمد از دم آل نه برج دلبری
از دو گنبد گیسواں وز دو کمان ابرو ابر
گر به دوزلفگان او شاه طغیان نظر کند
ساعت صاف چون من عارض نرچویا سمن
ماه فلک روی او خاک نشین کوی او
غیرت سرو یا سمن آفت جان سردوزن
گفت که اسی اسیرت فتنه محنت و کرب
شکوه بر از غم زماں پیش سکندر جهان
شاه جهان حسن علی فارس عرصه یی
آنکه بگاه چشمش شمس نموده چشمه
و آنکه چو یور آبتین کرده زگرز کاو سر
نبوی چرخ رام او شیر فلک بدام او
نش زارتشت اگر قبله خاص عام شد
روئی روز و برش آنچه غلام خلعتی
شود بر آسمان سرم از در ذره پردازی
بشد و دست چاه و دال دوه چرخ چمبری
بچو کبوترال زند پرور او کبوتری
مقدمت و بر سمن رشک بتان آوری
سنگ سیمز موی او جسته رواج غنبری
غار غنقل و هوش من حسرت ماه و مشتری
چند پیچیده قیاس پایه مرگ بر پرسی
تا نه خوری ز بیم جان به قدری سکندی
غازی و شش پردی مهر سپهر سهروردی
و آنکه به بزم شمعش کرده مال ساعری
مغز سروده آک را طعمه مار جیری
ملک فلک بجام او بر یکش بهادری
خاک سراسی شاه بین معبد اوم و پری
زنگی شام بر درش بچو سپاه بربری

قهر جا کاشن اگر گشتی مصور در جهان
 در کفش شمشیر لودی از دها گره از دها
 میزبان گشتی اجل چون پیش ابر بر خوان رزم
 گرسیم خلق او یکره وزیدی در جهان
 مرگ مانا زاده شمشیر گیاه سوزاوست
 تو مگر خواستی از روی حکمت پیل را
 هاشم الله که کسی ویراستودی درخت
 بر دهنم طعن لحنی قائلان هیچ یک
 در درخت منظره اش میگشت معدله لکهر
 بود از آن تکمان چون او اگر مانند او
 خنجرش گره خواستی در روز بیجا خلق را
 گره بودی عفو او عیش ز روی انتقام
 حاجب پیش اگر قرش نگشتی گاه گاه
 ملک خیمه تا اید آباد بودی ملک فارس
 مرز اگر دی موقوف شمر بار ملک بخش
 در ترابوی ملک ایران این چنین
 بود چون حرم تو که حرم سکندر پایدار
 گشتی خونی جانی توید که قاتلی را
 گوشت خود کافرم گریه هیچ عمن پیش ازین
 می نبه در پارس ادی تا و را بخشد مراد
 شیر گردون را در افندی بگردن پاهنگ
 حیدر صفدر که گره با عرش میرفتی بخت
 گره بودی روزی بی پای عفو در میان

چنگ شیر و سهم پیل و سم ثعبان داشتی
 چون نهنگان جایگه در بحر عمان داشتی
 دیو و در انا بر روز حشر همان داشتی
 سال و ماه و هفته گیتی را گلستان داشتی
 ورنه چون الالم و گیر مرگ در مان داشتی
 درد بان پشت تا شش پنهان داشتی
 گرسخای چون سخی محسن قائلان داشتی
 بهنجو کهنه چاکرانش فضل و احسان داشتی
 نسبتی با جود او گره ابر یشمان داشتی
 مرگ کیسور نهان در پیش ترکان داشتی
 از لباس ندگی چون تویش عریان داشتی
 بر گوی به طناب از تار کتان داشتی
 زینهارا رایج عاصی بیم خصیان داشتی
 از ازل گره چون تو سالاری نگهبان داشتی
 ملکی از معدر فرود از یک نیمه ان داشتی
 کافر مگر روس هرگز صفه ایران داشتی
 دینش تا کی بر روز حشر پایان داشتی
 داشتی حبطن در دل گره ایمان داشتی
 جایگه در ملک شیر از ازل و جان داشتی
 ورنه کی بیچاره عزم یزد و کرمان داشتی
 چون تو در دل هر که مهر شیر یزدان داشتی
 از زبونی عرش را با فرش کیسان داشتی
 ضرب بازویش خلل در چارارکان داشتی

در مدح مقرب الخاقان معتمد الدوله منوچهر خان نسرايد

ماه من ماند بسروار سرو جولان داشتی
 ماه بودی ماه اگر چو سرو بودی بزین
 سرو من ماند باده ماه من ماند بسرو
 سسر در ماند بالا ماه را ماند بسرخ
 سرو بودی سرو اگر بامران گشتی سخن
 گفته شد سسر روان و خواند مش ماه تمام
 تدر او سرو است مویش مشک رویش ماه اگر
 آفتابش خواندی بی گفتگو که آفتاب
 پر نیل بودی بزنی بیکر شش که پدید
 از فراق تو تپا محبوس شدی کهرچ من
 با چو رخسار تو صادق بود در دعوی حسن
 گریه کردی بدل سالار جهان تغییر ملک
 داور گیتی سو پیر آنکه بر سودی بعرضش
 کی برودی ابرین انگشت جم انگشتی
 کوه بودی تو سنش گر کوه بودی ره نورد
 گاه خوفاش ز شیرش گشتی گر شتره شیر
 روزی بجا شمره پلیش خواندی گر زنده پیل
 تو سنش باد وزان استی اگر باد وزان
 ابل شرق و غرب گشتندی ز پانا فرق عرق
 خنجر خونریز او را خواندی رخساره برق
 قدرش از بودی شیم صدر ابرال سال راه

سرو من ماند مه ار ماه و شان داشتی
 سرو بودی سرو اگر چو ماه جولان داشتی
 سرو اگر مه مه اگر سرو و خرامان داشتی
 ماه اگر گشتی سرو و سرو اگر جان داشتی
 ماه بودی ماه اگر چاه ز نخلان داشتی
 سرو اگر بودی کمان کش ماه هفتان داشتی
 سرو بار و مشک بپوش ماه مزگان داشتی
 از نخلان گوشت و شکم اف چونان داشتی
 با هر زنی در لپ چون سنت سندان داشتی
 جان بریان جسم عریان چشم گریان داشتی
 هر که چون لبتین قنوت دوبریان داشتی
 ملک شهر را شورش حسن تو ویران داشتی
 چرخ چارم گریه نپس خود شیدا یان داشتی
 آتشی که آتش پیر دانا سلیمان داشتی
 برق بودی خورش گر برق باران داشتی
 از سنان چنگال از شمشیر دندان داشتی
 از کند جهانستان خرطوم پیمان داشتی
 جنبش برق و شکوه کوه و شهلا داشتی
 گریه بانی چون عدوین چشم گریان داشتی
 برق اگر چو ابر موج انگیز طوفان داشتی
 برتری از منظر حبیب و کیوان داشتی

سیاهی خانه کن را اختیار آنجن دادی
 نه این زلفت همان هند که دل در دیدی زهره
 نه این زلفت همان سمن که میزد راه مردوزن
 نه این زلفت همان زنگی کش ازرق است تشنگی
 نه این زلفت همان کافر که بروی دین دل یکسر
 نه این زلفت همان شیطان که خصمی اشت با ایمن
 نه این زلفت همان زاری کز و ویرانه سرباغی
 گره کردی چو مشت پهلوانان زلف مشکین را
 الا ای زلف خم در خم چیرائی این چنین در هم
 گهی بر مرزوی پهلوی با گل گزشتی خو
 ز بس چنین و گره داری بتن مانا زره داری
 نه ماری از چه برگنج لالی پاسبان گشتی
 نه طاقوی چرا بر ساحت جنت قدم سودی
 تو خود یک مشت موافزون نه ای زلف جبرائیم
 بهمانا تو چنینی بهشتی ز زیر هر چینی
 زموی اینچنین بوئی مراد الله شکفت آید
 کجا استغفر الله شک بان اینی و این نکبت
 نه برگز حاش الله خیمه این طیبین طلیعت
 علی الله عارض و در جهان این سب این زینت
 نیاید از دم رب القدر این طیب طوبی لب
 سیر زلف تو خود بر گوچه کردی تا شدی مشکین
 ولیکن برده ام بوئی که این بواز چه شد پیدا
 معاذ الله بهشت جاودان این راح و این رخت

غرابی را سمن را رهنمای کاروان کردی
 کجا دیدی امانت زو که او را پاسبان کردی
 چه موجب شد که او را زدن گنج و آن کردی
 چه شد که او را زدی و در مرز و دوش مشران کردی
 چه شد که اندر جرم کعبه او را حکمران کردی
 چه شد که آدم صفت نیناسنج شیش را ایگان کردی
 چه شد که آن اش را بر باغ حاضر با تهمان کردی
 بصدر ننگ و فن افتاده را پهلوان کردی
 چه شد که او را با سمن زنجوت مسکران کردی
 که اندر خبر نمودی گو که از چنان صولیان کردی
 خدنگ کین بزه داری زان قدوچون کین کردی
 نه زانی از چه بر شام صحرای آشیان کردی
 نه شیطانی پیر ابر و صندل جوان کان کردی
 که چو زلفی جان و دین را بپوشان کردی
 و یا آهوی نا تازی بنر داری نشان کردی
 سپید زلفا که چو چوب و نخل پریشان کردی
 سپید زلفا که گاهم آستین پر و نیمه ران کردی
 سپید زلفا که عین جاود بهشت جاودان کردی
 سپید زلفا که روح القدس را به بان کردی
 که از یک لای جان پرور جهانی متولدان کردی
 که من اینها که لب و دم نه این کردنی آن گزنی
 چرا سمر لبه گویم که باختن یا آتچنان کردی
 سپید زلفا که زلفت تو با در جهان کردی

در بیداران ولای اوزدی ابلیس چنگ
 یوسف از برشته مهرش نجستی اعتصام
 از عطای کردگار امید عفران داشتی
 شغفر کو غیر دان او بودی در جهان
 واجبی در بر اگر تشریف امکان داشتی
 اسی در بغا شبی در دوار دنیا مصطفی
 ختم کن قافانیا گفتار کنز گفتار تو
 و بهر کردی کوه اگر نوش سخنان داشتی

فی المبحه

نشود با بهر قیام با بهر زانیه دالیا کردی
 قمر اوزدی از کردون بشاخ زرون بستی
 بدین فقه آگ یونرم نیک پای دل بستی
 دو چرخین کردی از بنس کمر دیک گشتان گلی
 نمودی بهر ماه آسمان را از آستان را ندی
 دو جلیب از شش شکس فکندی برید و پروین
 ز غم چون شام تاریکست ز روششم تا تو
 رچین کیسوی شکسین فکندی رخ نام و دین
 ریس نام هرانی با من ای آرام جان کردی
 نگار اوله ربارا بلارا ما و نسارا
 پری بگریزد از آهن تو ای ماه پری چهره
 در زول از دانه را نمودی ز عفران و آخر
 نه و تقای که که در ز عفران ارغوان کستی
 غم زلف تو در دست از کیش مباحش امین
 س از بند و شود امین که بسیار دبد و گوهر

نمودی بهر آکین زمین را آسمان کردی
 کمر و دیدی از عان نهان و ناردان کردی
 و زان شمشیر ابر و اندک یک قصد جان کردی
 و زان چرخین پر پیچم تر ندو تا توان کردی
 گشودی عینچه گنج شایگان را را بجان کردی
 و یاد ربارا مایین دو برج از قیول کردی
 شتاب یک را بر روز روشن مباحش کردی
 جزاک الله خیر کنز زره کار سندان کردی
 فلک را با همه نامهربانی صبر جان کردی
 خجل زین نامهربادی که در این جهان کردی
 چرا یک پاره آهن را نهال در پریان کردی
 ز خون دیده و دل غم غم از خون کردی
 به صبا می که گاه از از خوانم ز عفران کردی
 از و غافل شدی تا یک طبق کوسه زبان کردی
 تنابلس ساده کور امین خود گمان کردی

تواند عزم و حرمت در سقائن
 ز شوق آنکه زودش می بخشی
 خداوند ازین مداح دیرین
 شنیدم گفته حق آتی از چه
 ز زحمت دادن خود شرم دارم
 بترسیدم که گسارنی بگویم
 اگر هر خشمی از نا مهر بانیست
 و گر هم در دولت غنایست شاید
 الا یا سرور از چرخ دارم
 مگر دمی با فلک کردی عیانی
 همی گفت و همی هر دم ز انجم
 که اجداد نظام الملک را من
 ز حل را بر شبی گفتم که تا صبح
 به مرتجع سپردم تا گذر زار
 بگفتم مشتری تا بر شعر نشان
 بخوان چو دشان از ماه و خورشید
 بدان عفت که دانی ز بهرام داشت
 برقص آوردش در بزم عشرت
 چو گشتم پیرو در میدان غم کرد
 نظام الملکم اکنون کرده محزول
 مرا هم عرضی خاص است نشنو
 که قاتنی پس از سی سال مدحت
 ز شاهنشاه و اجدادش شاهنشاه
 کند این لنگری آن بادبانی
 ز کان با سکه خیزد زرگانی
 همانا داری اندک دل گرانی
 نمی جوید به بزم من تدرانی
 ازان در آمدن کردم توانی
 ز دربان پاسخ آید لمن ترانی
 بمن خشم تو هست از مهربانی
 که هم والکالین العیظ خوانی
 حدیثی خوش چو وحی آسمانی
 که دوش آمد بر من در نهانی
 دو چشمش بود در گوهر فشانی
 چه خدمت با که کردم در جوانی
 کند در هر گذر که دیده بانی
 عدویشان را به تیغ تهرمانی
 کند هر عید ساز خطبه خوانی
 همی از سیم وزر بردم اوای
 که هرگز کس نمیدیش عیانی
 بشب های نشاط و میهمانی
 قدم گویی و پشتم صولجانی
 ز در بانی و شغل پاسبانی
 که در خلوت بعرض شه رسائی
 که شعرش بود چو آب از روانی
 گرفتنی گنجای شایگانی

نهانی رشوتی وادی نسیم صبح راوز او
عباری عاریت از در گه فخر زمان کردی

در ستایش جناب جلالت مآب میرزا کاظم نظام الملک

چو دولت جمع گردد با جوانی
بماند نظام الملک کا و را
منی گنجد جهان در جامه از شوق
چه خوب و خوش طرازا افتاده الحق
برقص آید سپهر از ذکر نامش
بهای همتش در هر دو عالم
چو مدح او کنم اجزای عالم
بهر در گهر پاکش نهفته
ز جوش مدح او بی منت لفظ
محیط عرش را سازد مثل
و قافیه در خفا در ج دارد
زمین بود بنیر در دل خلق
کلاشش تالی عقد اللالی
زهی اسی آنکه بایکران عزمت
مالک شاه تختین است خسرو
بسان نقطه موهوم خضمت
فلک گر چه زیر دست است و چیره
کندر ستمی چو تاب گیرد
از ان خند و خضمت هر زمان جرج

جوان لذت برد از زندگانی
خدا هم داده دولت با جوانی
ز بس دارد برویش شادمانی
بر اندامش لباس کامرانی
چو مست می زالحان اغانی
نمجنجد از چه از تنگ آشیانی
زبان گردند از هداستانی
بگردار معانی در مبان
ز دل هر دم بگوش آید معانی
محیط خاطرش از بسیکرانی
بگردار ثوالت در توانی
رخ آمال و رنسا امانی
بیانش ثانی سیم الثانی
نیارد خنک گردان هم عنانی
تو در پیش نظام الملک ثانی
نیاید در نظر از بی نشانی
نیارد با تو کردن پهلوانی
نیارد تاب کاموس کشانی
که بنیر روی بختش زعفرانی

نسیم چوں قمر اولان زهر کنار میرسد بگوش من ز صلاسلان خروش ناز
 بغز من ز سنبلان نسیم یار می رسد
 ولی ز نو بهار بهار است نو بهار من
 بهار را چه می کنم بتا بهار من توئی زموی زلف عنبر من بنفشه زار من تو
 هزار و گل چه بایدیم گل و هزار من توئی برو زگار دین خوشم که روزگار من تو
 همین پس است خشم من که افتخار من توئی
 الا بهر آسمان کراست افتخار من
 مرا بخار نیک بی شراب ملک ری دهد شرابهای ملک ری مرا کفایت کی دهد
 بی گناه کی دهد شرابها که ری دهد بخرد و چشم مست وی کفایت هم ز می دهد
 که مقور و مد قمر ای بهر نظاره ای دهد
 بهر لب است چشم وی بنید من غبار من
 شکر که این را بنها دیز بر نه چو که بنهتا ز لاله های باغها صرا ز خاک و شسته
 عیار با نگر چرخه اشکها بهر بهشتها نهاده تر با غمها چه فو بها چه ز شسته
 نهاده بهر ایامتها ز می نکو سر شسته با
 چه ز که شادی بهر وجود واری پس
 من نموده از این بهر بهشتها نشسته مست در دهن شفیق با شفیق با
 بهر بهر جانب پس بهر بهشت با شفیق با گسارده بر طلی و من بهر بهشت با شفیق با
 بهر عقل و دانا بهر بهشت بهر بهشت با شفیق با
 کدام میرد و اوری که هست مستجار من
 ملا و ملجا بهر خدیو زاده همین عطیه بخش را ستان و دایجان استین
 سپهرش اندر آستان محضش اندر آستین بصیرت و نر ز صد قمران فلک یاروش قرین
 نه این سپهر بهر چنان بوسه دش زمین
 که آتش از دها چو شمع آبدار من

گهی در حش با خواندی مدایح گهی در عید با گفتی تهناتی
 کنون پژمرده از بیداد گردون چو اوراق گل از باد خستراتی
 بجای گنجهای شایگانیش رسد بس رنجهای رایگانی
 مهل تا این ستم با او کند چرخ چه شد آن غصلت نوشیروانی
 بر آنکس کاین ستم بر او داشت رسیدار چه بلا سی ناگهانی
 ولی چون سوخت خرمین را چه حاصل که خود فانی شود برق یبانی
 غرض عیش مرانی کن منتظم بهر نوعی که دانی یا توانی
 که تا من هم همه شب تا سحرگاه ز دست دوست گیرم دوشتگانی
 بپنگ آرم بتی از ماه رویان رخ از نسلی پیری تن پرنیانی
 بدن عاجی و گیسو آبنوسی لبان لعلی و قامت خیز رانی
 ز رخسار چو خرمین گل از لطافت لبش چو غنچه از کوچک دهانی
 خمارین ز رخسار در خواب رفته ز بیماری و ضعف و ناتوانی
 لبش پراز لولوسی شهوار چو تخت قیصر و تاج کیانی
 دلم فانی شدن در عشق خواهد چو میدا نم که دنیا مست فانی
 الا تا ارغوان روید ز گلزار ز شادی باد و بیت ارغوانی
 پیاید تا جلال بادی سپائی بماند تا فلک چو وی بمانی

در ستایش نواب اعظم و السلطنه علی قلی میرزا گوید

الا که مشرود می برد بیار غمگسار من که باغ چو نگار شد چه خضایی نگار من
 توان من روان من شکیب من قرار من سرور من نشاط من بهشت من بهار من
 غزال من مرال من گوزن من شکار من

حیات من حیات من تذرو من هزار من

دهند مشرود نو گلای که نو بهار میرسد بشیر اوز بلبلاں نه یک هزار میرسد

هماره باد مدح او شعار من و ثمار من
 همیشه تا که نقطه بود میان دایره که هر خطی که بر کشی از آن بسوی چپیره
 مرا آن خطوط مختلف برابرند یکسره حسود باد صید را چو صید باز قبره
 عنود را از خنجرش بریده باد خنجره
 اجابت دعای من کناد کردگار من

ترکیب بند

در ستایش شاهزاده رضوان و سادۀ ثواب فریدین میرزا

ما ای ندیم دولت خویش آزموده ایم
 بر دل گشاده مردگیر د زمانه تنگ
 با بروی که چون دم شیر است پر گره
 و ز طره که چون تن ما راست پر شکنج
 از خود چو آئینه نداریم هیچ نقش
 در عین سادگی همه نقشم از آن قبیل
 در بارگاه شه به ارادت ستاده ایم
 و اقبال خویش را بسعادت ستوده ایم
 لختی ز روزگار به سختی نبوده ایم
 نهما را این سخن ز بزرگان شنوده ایم
 بازی کنان شجاعت خویش آزموده ایم
 با صد هزار چین بفرات گشوده ایم
 و ز طبع ساده نقش دو عالم نموده ایم
 کز رنگ حرص آینه دل زدوده ایم
 و اقبال خویش را بسعادت ستوده ایم

فرخ شه آنکه هست خداوندگار من

شکرش پس از سپاس خداوندگار من

خیزد یک قرا به مرا می بیاورید
 شاهانه خور و بایدمی را بهای و موی
 تا یک نفس پیاله شد آمد کند یکام
 زان بار گیر روح که نارفته در گلو
 زان دست بخت عقل که چون نور اولیا
 بی من خورم شراب و شمای بییاورید
 طنبور و ارغنون و دف و فی بییاورید
 همچون نفس پیاله پیانی بییاورید
 چون خون مرده بود برگردنی بییاورید
 زی رشد رهنما شود از غمی بییاورید

سلیل خسرو عجم فرشته فر علی قلی چراغ دودمان جم بخردی و عاقلی
 بهال ابرور کرم مثال برور یلی هلاک جان گستم ز پهلوی و پردلی
 بعزم پور ز او شتم بحزم پیر ز ابلی

بهین بس است مدتش بروزگار کار من
 بروز کین چو جایگه به پشت رخس میکند چو سنگریزه کوه رازگر ز بخش میکند
 به خجری که خندها با ذرخش میکند سروتن حدود را هزار بخش میکند
 زمین رزمگاه راز خون بدخش میکند

چنانکه چهره مر از خون دل نگار من
 اگر قند ز قه او به نه فلک شراره بیک سپهر نگر می نسوخته ستاره
 ز روی شتم اگر کند بشکری نظاره گماں مبر که جان برده پیاده سواره
 مگر که بردباریش کند بعفو پاره

چنانکه دفع رنج و غم روان بردبار من
 اگر گاه کودکی خرد نبود مهد او بکسب و دانش اینقدر ز چیست جد جدا
 بخاک اگر دمی و مد عقیق پر ز شهادت تمام نشکر شود نباتها بعهد او
 بروز صید شیر نه شود شکار فهد او

چنانکه در سمنوری سخنوران شکار من
 اگر چه بهره مر از مال روزگار نی چو مالیان ملک شکوه و اقتدار نی
 جمال نی خیل نی بغال نی تار نی جلال نی جیوش نی پیاده نی سوار نی
 فروش نی ظروف نی ضیاع نی غفار نی

بس است چهر و مهر و ضیاع من غفار من
 همیشه تابود مکان به بحر آنجوست را هماره تا در آسمان نخست است بست را
 تقابل است تا بهم شکسته و درست را چنانکه تند و کند را چنانکه سخت و مست را
 تقدم است تا بهی برانته نخست را

خلخال مجرباره دولت سوار ملک
بازوی عدل نیروی دین شهسوار ملک

ای از لیب تیغ تو دوزخ زبانه	وسی از نهب قهر تو محشر فانه
از چنبر کست تو گردون نمونه	وز جنبش سمندر تو دوران نشانه
در صحن فطرت تو معانی سراپه	از لحن فکرت تو معانی ترانه
خورشید چرخ بزم ترا آفتابه	ایوان عرش کاخ ترا آستانه
هر فیضی از لقای تو عیش مخدیه	هر آبی از بقای تو عسر زمانه
در خضر جلال تو افلاک خاتم	در خرمن لؤلؤ تو احرام دانه
چهرت چو مهر نوردهد بی وسیلیتی	دستت چو ابر وجود کند بی بهانه
ملک تراندائن دنیا خرابه	چود ترا معاون دریا خسترا
میر سپهر عزم ترا روز نامه	گنج وجود بود ترا جامه خانه
وصفت چو ذات عقل ندارد نهایتی	فکرت چو بحر عشق ندارد کمرانه
از لطمه عتاب تو در جنبش است چرخ	با موج آسگون چکند هندوانه

جاه تو جامه که جهان است ذیل او
چود تو خرمنی که وجود است کیل او

شاهان خدایگان سپهرت غلام باد	بر صدر گاه سده جا بهت مقام یاد
چون فکرت تویم تو از جان توام جست	بر فکرت سلیم تو از حق سلام یاد
از کردگار قرعه بخت بنام گشت	از روزگار جرعه عیش بیکام یاد
از تیغ روشن تو که برهان قاطع است	بر منکران بخت تو حجت تمام یاد
چون گرم قز که رشته او هست دام او	بگهای خضم برتن خضم تو دام یاد
مشکب مشام ملک تو چون عطسه نشتود	زان عطسه خمر مهفت فایک راز کام یاد
بی گرمی سخای تو در دیگ آرزوی	بنقاد ساله چخته آمال خام یاد
بی ماه خلنی می خلر بود حرام	باماه خلخت می خلر بحیام یاد

ز آن جوهری که از نفحات نسیم او
 ز آن شربتی که در گلوئی نخل اگر کنند
 ز آن پیشتر که طره طویار سر من
 طبعم ز ران شیر کباب آرزو کند
 در قم شراب نیست حریفان خدایرا
 مانا شراب ری ندهد سر مرا کفایت
 و در جام با ده در دهن از دها در است
 بخونیش مدح شاه جهان خوشتر آیدم
 فرمانده ملوک سلیمان راستین
 کش جم در آستان بود ویم در آستین

اورنگ ملک تاج سخا افسر کرم
 اکبر فضل جان هنر کیمیای علم
 میقات حلم مشعر دانش مقام فیض
 عرق جلال مغز جلال استخوان فر
 ایوان مجد طاق علا شمس علو
 شخص کمال روح سخا پیکر سخن
 باب ظفر نیای هنر دایه خط
 فرزند تخت بچه دولت نتاج تاج
 قانون عیش اصل طرب فضل انبساط
 آتش ابر آتش زر مایه سوز نسیم
 ناموس عدل میرزان مایه امان
 پیکان تیروک سنان نبش نا جانش
 بارون حیا شعیب شرافت خلیل خوی

بازوی ترک پشت عرب پهلوی عجم
 رکن وجود رایت جود آیت کرم
 محراب علم کعبه دین قبله اُمم
 الهام نظم سحر سخن معجز قلم
 دریای فضل گنج عطا لجه نعم
 جسم وقار چشم حیا عنصر مهم
 خضر پدر مطیع برادر مطاع عم
 پیوند ملک وارث کی یادگار جم
 درمان درد داروی انده علاج غم
 طوفان گنج دشمن کان خانه روپ بیم
 قانون جود ناسب کان واسب درم
 جاسوس مرگ پیک فنا قاصد عدم
 یوسف فنا کلیم کرامت مسیح دم

کَش جایی دست پینی عمان در آستین

ای زلف تیره هر دم دامن فرازنی
تا دامن بر آتش سوزان مازنی
خواهی مگر که گل چینی از باغ چهر یار
کلید و لاهی چو کلچین دامن فرازنی
زنگی فروزد آتش و دامن بر او زند
زنگی نه بر آتش دامن چرا زنی
هند و گرا آفتاب پرستند تو ای شگفت
چندین بر آفتاب چرا پشت پازنی
ز انسان که خویش را بجو اصل زند عقاب
هر لحظه خویش را بر رخ دلربا زنی
بر روی یار من چو دهر جنبشت نسیم
مانی بزنگی که برو می قفا زنی
معذور دارم اگر م قصد جان کنی
هندوی و بخون مسلمان صلا زنی
بازو می بخون دل آشنا زنی
دلها ز کفر یابی و هر دم بکار ظلم
تختین کنی سپاس بر می مرجا زنی
کی سایه افگنی بسر ما تو کنز عرور
بر فرق آفتاب فروزان لوا زنی
هندوی آستانه شاهی ازان قبل
هر دم طباخچه بر رخ شمس الضحی زنی
شاهی که هست کشور او عالمی دیگر

در ملک جم بود به حقیقت جمی دیگر

ای زلف هر دلی که بود در ضمان تو
از فتنه زمانه بود در امان تو
دل جای در تو دارد و تو در دل العجب
تو آشتیان او شده او آشتیان تو
جان چشم در تو دارد و تو چشم بر جان
تو پاسبان او شده او پاسبان تو
چشم شبان تیره همی آرزو کند
تا از شبان تیره بجویم نشان تو
دامن فرو می پس که گرم جان رود ز دست
از دامن تو دست ندارم بجان تو
با بروان بکشتن ما عهد بسته
شکل توان کشید از پس کمان تو
حالی مرا عمان تحمل رود ز دست
هر گه که باد دست زند در عمان تو
دلهای ما چو یار گران سبکشی بدوش
چون موی ازال حمیده تن ناتوان تو
گویند سوی چین نرود بیچ کاروان تو
وین رسم باز گو نه بود در زمان تو

نقد این زمان عرس جهان چوں بختت با هر که جز توانس بگیرد حرام باد
 گرد سنند و برق پرندت بروزگار تاروز حشر بایه نور و ظلام باد
 وز زهره کفیده خست بروز کین ناف سما و پشت زمین سبز قام باد
 قانی ار چه سحر حلال آورد همی
 کوتاه کند سخن که ملال آورد همی

ترکیب بند

در مدح شاهزاده فریدون میرزا دوشه

ای زلف تیره سایه بال فرشته
 آن رخ نثاره است و تو چرخ ستاره
 برگردمه ز مشک سیه توده توده
 هند و بکیره لام کشد وین عجیب که تو
 عودی نه غنبری نه عبیری نه ناله
 طومار عمر تیره مانی و از جفا
 برگشته چو شکر برگشته از قتال
 بی کلفت مضارب بس قلب خسته
 در باغ خلد خشی از آن رو معطری
 از خود نرو بانی از آن پایه پایه
 دام دلی و در برت آن خال مشکبار
 یا تخم فتنه ایست که در مرغزار حسن
 آید چو خاک مقدم شاه از تو بوی مشک
 زلفا مگر به مشک فرو نشان گذشته
 شاه جهان فریدون سلطان راستین

شاه جهان مگر بتو دستی دراز کرد
طرازه بسیرت و جراره بشکل
شیرازه صحیفه حسنی و از جفا
بوی توره نماید مارا لبوی تو
اندر تفری لشکر دلهای خستگان
مانند سایه علم شده بکوه و دشت
در پایی یارسن بارادت سراسر انگشتی
و یک چو پیش خسرو سرباز بنیت

شاهی که وصف خودش چون نامه سر کند

چون لایحه روی نامه پیر از سیم و زر کند

شاهی که چون بر تن ازیم و رانیم است
یا خوله و نهنگی در بحر قانیم است
گر چنی از جلال پیش تافتا خیم است
در کوئی از جلال پیر خوش تقایم است
پیمان به بحر خودش چون قطره بیم است
گردون شت جانش چون حلقه کم است
غائب گردوز نظر حق در حشمتش
ماند می بود که در شیم هر دم است
بیخا نرود از دل کایم لشکر است
پروین نشان از لب کایم شکلم است
بایش بحر سوزش ایاس و خضر را
اول عمل که قرص نماییم است
وز نوک تیغ ویش سناش پرواز زم
پروین شوی کی گوی وروم است
آن کوه ره نورده که رخش نهاده نام
چون سگریزه است گش آئیده دریم است
انبر ز کوه به همه برده و به پیش کوه
هم سیر از کرمی استمد هم سر است
هر که جمله آنشی از نعل او جهد
هم نیت او زین و باد برین روز کارزار
باخت جمله اش را گوی توافق است
گویی که درنگ و ستایش ابدا ام است
با فتح پویه اش را مانا تلازم است

و لها کند بچین تو چوں کاروان سفر
 مانا غلام در گه شاهی ازاں قبل
 درج عشیق و گوهر گزینی ز چیست
 نی نی چون مدح جهاندار گفته
 مشکین چو خلق شاهجهانی ازان بود
 زیب عروس بخت من داستان تو
 شاهای کز آب قبرش آذر بر آورد
 در خاک تیره لطفش گوهر بر آورد

ای زلف گشته بیکر من موی از غمت
 جانی ندانم از همه آفاق کاندرو
 محراب وارخم شوم پشت بندگی
 چو گاهم احتیاج نباشد که روز و شب
 لر صد هزار کوه گراخم نهند بدوش
 جنت جهنمی شود از ثقت آه من
 جان کبیت تن کدام صبوری چنانچست
 نابو که قفقه تو بپوشم از این و آن
 موی از کفم بر آید و بر تارم ز دوست
 زانو که برد باد بهر سوی بوی تو
 مانی غبار مقدم شه را بوی و رنگ
 ای زلف بچو پیشکش شهیدر بنیت
 ز بس بگونه تیره و در حله خیره
 چون بخت دشمن ملک آشفته و لیک

شاهی که کرده تو چو بنی وین ذوالخالد

بعد از هزار و دویست و پنجاه و اند سال

یالیت اگر پیشکش منم بارز بنیت
 پرغاب و چنگل شه بارز بنیت
 چوں تنگ شاه سگش و طهار بنیت

یارب ہمیشہ شاہ جہان زیرِ رانش یاد
بکیرانی این چنین کہ ظفرِ مہعناش یاد

تمام شد

فہرستی فائنل کی تمام کتب، جمع امدادی بارعائت
ملنے کا پتہ :-

ملکِ نذیر احمد پریس ٹریجنگ کمپنی
موبن لال روڈ لاہور

1	434	433	432	431	430	429	428	427	A
56	457	458	459	460	461	462	463	464	4
31	482	483	484	485	486	487	488	489	41
06	507	508	509	510	511	512	513	514	5
31	532	533	534	535	536	537	538	539	5
56	557	558	559	560	561	562	563	564	5
31	582	583	584	585	586	587	588	589	5
6	607	608	609	610	611	612	613	614	6

مطبوعات جدید

(۵)

(۱) اخلاق جلالی - ملک نذیر احمد ایڈیشن - مع حاشیہ اردو بطور فٹ نوٹ - قلم

جلی - کاغذ سنیڈ قیمت عجم مجلد

(۲) حاجی بابا اصغر ہانی - ملک نذیر احمد ایڈیشن - بہ تصحیح و مقدمہ از

آقا سیدار بخت خان ایم لے ایم اوایل -

(۳) تائثرات شرح رباعیات ابو سعید الوائخیر (نو ترجمہ) مع حالات و مقدمہ

از آقائے رازی

(۴) سیاحت نامہ ابراہیم بیگ دوم - بہ تصحیح و مقدمہ و فرہنگ از

آقا سیدار بخت خان ایم لے ایم اوایل

(۵) رباعیات بابا طاہر بھدانی - مع ترجمہ اردو و فارسی

(۶) جبل المتین خلاصہ سیر المتاخرین: سوالا جوابا - مع مقدمہ - مرتبہ

آقائے رازی -

(۷) بادۂ شیراز - چالیس مضامین فارسی کا جواب مجموعہ - از خواجہ فیروز

حسن بٹ ایم لے ایم اوایل

(۸) اسان القلم یعنی ترجمہ فارسی کی عدیم النقلیہ کتاب - جس میں اشعار

منشی، منشی عالم، منشی فاضل و غیرہ کے پانچ پانچ سال کے پرچوں کا

صحیح اور مکمل حل بھی شامل ہے - از آقائے رازی

لکھنے کا پر

ملک نذیر احمد پریس لٹریچر کنگڈوم پبلشرز لاہور

محابی پریس لٹریچر میں باہتمام حافظ محمد اسماعیل پریس پبلیشرز اور ملک نذیر احمد پریس لٹریچر تاج پبلڈ پبلیشرز نے شائع کیا۔

